هفت روزه

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :- نصیر احمد قمر

جلد14 | جمعۃ المبارک 04رمئی 2007ء | 16ربیع الثانی 1428 ہجری قمری 04رہجرت 1386 ہجری شمسی | شمارہ18

مَیں تمہارا امام ہوں

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک دن نماز پڑھائی۔ اس کے بعد ہماری طرف توجہ کی اور فرمایا:

اے لوگو! مَیں تمہارا امام ہوں۔ رکوع، سجود، قیام اور سلام پھیرنے میں مجھ سے آگے نہ بڑھو۔

(صحیح مسلم کتا ب الصلوٰۃ باب تحریم سبق الامام حدیث نمبر 646)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

صرف رسمی اور ظاہری طور پر قرآن شریف کے تراجم پھیلانا یا فقط کتب دینیہ اور احادیث نبویہ کو اُردو یا فارسی میں ترجمہ کر کے رواج دینا یا بدعات سے بھرے ہوئے خشک طریقے جیسے زمانۂ حال کے اکثر مشائخ کا دستور ہو رہا ہے سکھلانا، یہ امور ایسے نہیں ہیں جن کو کامل اور واقعی طور پر تجدید دین کہا جائے۔ بلکہ مؤخر الذکر طریق تو شیطانی راہوں کی تجدید ہے اور دین کا رہزن۔

یہ تمام امور خداتعالیٰ کے نزدیک فقط استخوان فروشی ہے اس سے بڑھ کر نہیں۔اندھا اندھے کو کیا راہ دکھاوے گا اور مجذوم دوسروں کے بدنوں کو کیا صاف کرے گا۔

تجدید دین وہ پاک کیفیت ہے کہ اوّل عاشقانہ جوش کے ساتھ اس پاک دل پر نازل ہوتی ہے کہ جو مکالمہ الٰہی کے درجہ تک پہنچ گیا ہو۔ پھر دوسروں میں جلد یا دیر سے اس کی سرایت ہوتی ہے۔

جو لوگ خداتعالیٰ کی طرف سے مجددیت کی قوت پاتے ہیں وہ نرے استخوان فروش نہیں ہوتے بلکہ وہ واقعی طور پر نائب رسول اللہ ﷺ اور روحانی طور پر آنجناب کے خلیفہ ہوتے ہیں۔ خداتعالیٰ نے انہیں ان تمام نعمتوں کا وارث بناتا ہے جو نبیوں اور رسولوں کو دی جاتی ہیں

یہ زمانہ جس میں ہم ہیں یہ ایک ایسا زمانہ ہے کہ ظاہر پرستی اور روح اور حقیقت سے دُوری اور دیانت اور امانت سے محرومی اور سچائی اور اخلاقی پاکیزگی سے مہجوری اور لالچ اور بُخل اور حُبّ دنیا سے معموری اس زمانہ میں عام طور پر ایسی ہی پھیل گئی ہے کہ جیسے حضرت مسیح ابن مریم کے ظہور کے وقت یہودیوں میں پھیلی ہوئی تھی۔

''صرف رسمی اور ظاہری طور پر قرآن شریف کے تراجم پھیلانا یا فقط کتب دینیہ اور احادیث نبویہ کو اُردو یا فارسی میں ترجمہ کر کے رواج دینا یا بدعات سے بھرے ہوئے خشک طریقے جیسے زمانۂ حال کے اکثر مشائخ کا دستور ہو رہا ہے سکھلانا یہ امور ایسے نہیں ہیں جن کو کامل اور واقعی طور پر تجدید دین کہا جائے بلکہ مؤخر الذکر طریق تو شیطانی راہوں کی تجدید ہے اور دین کا رہزن۔ قرآن شریف اور احادیث صحیحہ کو دنیا میں پھیلانا بیشک عمدہ طریق ہے مگر رسمی طور پر اور تکلّف اور فکر اور خوض سے یہ کام کرنا اور اپنا نفس واقعی طور پر حدیث اور قرآن کا مورد نہ ہونا ایسی ظاہری اور بے مغز خدمتیں ہر ایک باعلم آدمی کر سکتا ہے اور ہمیشہ جاری ہیں۔ اِن کو مجدّدیت سے کچھ علاقہ نہیں۔ یہ تمام امور خداتعالیٰ کے نزدیک فقط استخوان فروشی ہے اس سے بڑھ کر نہیں۔ اللہ جلّشانہٗ فرماتا ہے لِمَ تَقُوۡلُوۡنَ مَا لَا تَفۡعَلُوۡنَ۔ کَبُرَ مَقۡتًا عِنۡدَاللّٰہِ اَنۡ تَقُوۡلُوۡا مَا لَا تَفۡعَلُوۡنَ (الصف:3-4) اور فرماتا ہے یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا عَلَیۡکُمۡ اَنۡفُسَکُمۡ لَا یَضُرُّکُمۡ مَّنۡ ضَلَّ اِذَا اہۡتَدَیۡتُمۡ (المائدۃ:106)۔ اندھا اندھے کو کیا راہ دکھاوے گا اور مجذوم دوسروں کے بدنوں کو کیا صاف کرے گا۔ تجدید دین وہ پاک کیفیت ہے کہ اوّل عاشقانہ جوش کے ساتھ اس پاک دل پر نازل ہوتی ہے کہ جو مکالمہ الٰہی کے درجہ تک پہنچ گیا ہو۔ پھر دوسروں میں جلد یا دیر سے اس کی سرایت ہوتی ہے۔ جو لوگ خداتعالیٰ کی طرف سے مجددیت کو قوت پاتے ہیں وہ نرے استخوان فروش نہیں ہوتے بلکہ وہ واقعی طور پر نائب رسول اللہ ﷺ اور روحانی طور پر آنجناب کے خلیفہ ہوتے ہیں۔ خداتعالیٰ انہیں ان تمام نعمتوں کا وارث بناتا ہے جو نبیوں اور رسولوں کو دی جاتی ہیں اور ان کی باتیں ازقبیل جوشیدن ہوتی ہیں، محض ازقبیل اور کوشیدن۔ اور وہ حال سے بولتے ہیں نہ مجرّد قال سے۔ اور خداتعالیٰ کے الہام کی تجلّی ان کی دلوں پر ہوتی ہے اور وہ ہر ایک مشکل کے وقت روح القدس سے سکھلائے جاتے ہیں اور ان کی گفتار اور کردار میں دنیا پرستی کی ملونی نہیں ہوتی کیونکہ وہ بکلّی مصفّا کئے گئے اور تمام و کمال کھینچے گئے ہیں''۔ ('فتح اسلام' روحانی خزائن جلد سوم۔ حاشیہ صفحہ 6-7)

''یہ زمانہ جس میں ہم ہیں یہ ایک ایسا زمانہ ہے کہ ظاہر پرستی اور روح اور حقیقت سے دُوری اور دیانت اور امانت سے محرومی اور سچائی اور اخلاقی پاکیزگی سے مہجوری اور لالچ اور بُخل اور حُبّ دنیا سے معموری اس زمانہ میں عام طور پر ایسی ہی پھیل گئی ہے کہ جیسے حضرت مسیح ابن مریم کے ظہور کے وقت یہودیوں میں پھیلی ہوئی تھی۔ پس جیسے یہودی لوگ اُس زمانہ میں بکلّی حقیقی نیکی سے بے خبر ہو گئے تھے۔ صرف رسوم اور عادات کو نیکی سمجھتے تھے اور علاوہ اس کے دیانت اور امانت اور اندرونی صفائی اور عدالت اُن میں سے بالکل اٹھ گئی تھی۔ سچی ہمدردی اور سچے رحم کا نام و نشان نہیں رہا تھا اور انواع واقسام کی مخلوق پرستی نے معبود حقیقی کی جگہ لے لی تھی ایسا ہی اس زمانہ میں یہ تمام بلائیں ظہور میں آ گئی ہیں۔ حلال چیزوں کو شکر اور مشکورانہ فروتنی کے ساتھ استعمال نہیں کیا جاتا۔ حرام کے ارتکاب سے کوئی کراہت اور نفرت باقی نہیں رہی۔ خداتعالیٰ کے بزرگ حکم تاویلوں کے ساتھ ٹال دیئے جاتے ہیں۔ ہمارے اکثر علماء بھی اُس وقت کے فقیہوں اور فریسیوں سے کم نہیں۔ مچھر چھانتے اور اونٹ کو نگل جاتے ہیں۔ آسمان کی بادشاہت لوگوں کے آگے بند کرتے ہیں۔ نہ تو آپ اس میں جاتے ہیں اور نہ جانے والوں کو جانے دیتے ہیں۔ لمبی چوڑی نمازیں پڑھتے ہیں مگر دل میں اُس معبود حقیقی کی محبت اور عظمت نہیں۔ منبروں پر بیٹھ کر بڑی رقّت آمیز وعظ کرتے ہیں مگر ان کے اندرونی کام اَور ہی ہیں۔ عجیب ہیں ان کی آنکھیں کہ باوجود اُن کے دلوں کی سرکشی اور مفسدانہ ارادوں کے رونے کا بہت ملکہ رکھتی ہیں اور عجیب ہیں اُن کی زبانیں کہ باوجود سخت بیگانہ ہونے دلوں کے آشنائی کا دم بھرتی ہیں۔ اسی طرح یہودیت کی خصلتیں ہر طرف پھیلی ہوئی نظر آتی ہیں۔ تقویٰ اور خداترسی میں بڑا فرق آ گیا ہے۔ ایمانی کمزوری نے الٰہی محبت کو ٹھنڈا کر دیا ہے۔ دنیا کی محبت میں لوگ دبے جاتے ہیں اور ضرور تھا کہ ایسا ہی ہوتا کیونکہ حضرت عالی سیدنا و مولانا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بطور پیشگوئی فرما چکے ہیں کہ ''اس اُمّت پر ایک زمانہ آنے والا ہے جس میں وہ یہودیوں سے سخت درجہ کی مشابہت پیدا کر لے گی اور وہ سارے کام کر دکھائے گی جو یہودی کر چکے ہیں۔ یہاں تک کہ اگر یہودی چوہے کے سوراخ میں داخل ہوئے ہیں تو وہ بھی داخل ہو گی۔ تب فارس کی اصل میں سے ایک ایمان کی تعلیم دینے والا پیدا ہوگا۔ اگر ایمان ثریا میں معلّق ہوتا تو وہ اُسے اُس جگہ سے بھی پا لیتا''۔ یہ پیشگوئی آنحضرت ﷺ کی ہے جس کی حقیقت الہام الٰہی نے اس عاجز پر کھول دی اور تصریح سے اس کی کیفیت ظاہر کر دی اور مجھ پر خداتعالیٰ نے اپنے الہام کے ذریعہ سے کھول دیا کہ حضرت مسیح ابن مریم بھی درحقیقت ایک ایمان کی تعلیم دینے والا تھا جو حضرت موسیٰ سے چودہ سو برس بعد پیدا ہوا۔ اس زمانہ میں کہ جبکہ یہودیوں کی ایمانی حالت نہایت کمزور ہو گئی تھی اور وہ بوجہ کمزوریٔ ایمان کے اُن تمام خرابیوں میں پھنس گئے تھے جو درحقیقت بے ایمانی کی شاخیں ہیں۔ پس جبکہ اس اُمّت کو بھی اپنے نبی ﷺ کی بعثت کے عہد پر چودہ سو برس کے قریب مدّت گزری تو وہی آفات ان میں بھی بکثرت پیدا ہو گئیں جو یہودیوں میں پیدا ہوئی تھیں۔ تا وہ پیشگوئی پوری ہو جو اُن کے حق میں کی گئی تھی۔ پس خداتعالیٰ نے ان کے لئے بھی ایک ایمان کی تعلیم دینے والا مثیل مسیح اپنی قدرت کاملہ سے بھیج دیا''۔ ('فتح اسلام' روحانی خزائن جلد سوم۔ حاشیہ صفحہ 8 تا 10)

پاکستان میں احمدیوں کے خلاف ہونے والی ظالمانہ کارروائیاں

چنیوٹ: اگرچہ پاکستان کی موجودہ حکومت روشن خیالی کا دعویٰ کرتے نہیں تھکتی اور تمام دنیا کو اس بات کا یقین دلانے پر مصر ہے کہ وہ مذہبی انتہا پسندی کے خلاف مثالی کارروائیاں کر رہی ہے، مگر امر واقعہ یہ ہے کہ جماعت احمدیہ کے خلاف جھوٹا پراپیگنڈا کرنے اور لغویات بکنے کی غرض سے کئے جانے والے جلسوں کی اجازت دینے میں حکومت وقت کو کبھی شرم محسوس نہیں ہوئی۔ اگر اس کا جواز حکومت یہ دیتی ہے کہ اپنی ''روشن خیالی'' کے باعث وہ کسی فرقہ کے اجلاسات پر پابندی نہیں لگا سکتی، تو سوال یہ ہے کہ جب جماعت احمدیہ اپنے سالانہ جلسہ اور تربیتی اجتماعات کے انعقاد کے لئے اجازت طلب کرتی ہے تو یا تو حکومتی طرز عمل اس سے مختلف کیوں ہوتا ہے۔ یا تو صاف انکار کر دیا جاتا ہے، یا مکمل خاموشی اختیار کی جاتی ہے۔

28 رفروری 2007ء کو انتہا پسند تنظیم ادارۂ دعوت و ارشاد نے چنیوٹ اور ربوہ میں فتحِ مباہلہ کانفرنس کے نام سے اپنے جلسے منعقد کئے۔ یہ جلسے جن میں صرف اور صرف جماعت احمدیہ کے خلاف جھوٹا پرچار اور نفرت انگیز خطابات کئے گئے، حکومت پاکستان کی باقاعدہ منظوری کے ساتھ عمل میں آئے۔ روزنامہ نوائے وقت نے ان شرمناک اجلاسات کو بھرپور کوریج دی۔ نوائے وقت کی 28 رفروری 2007ء کی اشاعت میں بتایا گیا کہ ان اجلاسات سے مُلّا کفیل بخاری، احمد علی ندیم، محمد رفیق، مطیع الرحمٰن، عزیز احمد، حق نواز جاوید، شبیر عثمانی، الیاس چنیوٹی اور سلیمان گیلانی وغیرہ نے تقاریر کیں۔ معمول کی بے سروپا گفتگو کے علاوہ جو مطالبات حکومت کے سامنے ان تقاریر میں کئے گئے، وہ یہ تھے:

1۔ ڈاکٹر قدیر خان کو آزاد کیا جائے۔ 2۔ امریکہ کے ایران پر حملہ کی حکومت پاکستان سختی سے مذمت کرے اور ایسے کسی بھی ممکنہ حملہ کو امت مسلمہ پر حملہ قرار دے۔ 3۔ ''قادیانیوں'' کے رسائل اور اخبارات بالخصوص روزنامہ الفضل پر پابندی عائد کی جائے۔ 4۔ قومی شناختی کارڈ پر مذہب کی نشاندہی کرنے والے خانہ کا اضافہ کیا جائے۔ 5۔ گستاخِ رسولؐ کے قانون میں ترمیم کی گئی تو ''علماء'' جان تک دینے کو تیار ہیں۔ 6۔ روزنامہ نوائے وقت کی خدمات کو سراہا گیا اور اس کے مدیر اعلیٰ مجید نظامی کے لئے دعائے خیر کی گئی۔

یہ ہے وہ دعوت و ارشاد جو ادارۂ دعوت و ارشاد سرانجام دے رہا ہے۔ احمدیوں کے رسائل پر پابندی لگوا کر، قومی شناختی کارڈ میں مذہب کے خانہ کے اضافہ سے فرقہ واریت پھیلا کر اور اس فرقہ واریت کو ہوا دینے والے اخبارات و رسائل کو سراہ کر خدا جانے یہ علماء اسلام کی کونسی خدمت بجا لا رہے ہیں۔

صدر پاکستان جنرل مشرف کی سوانح عمری: ایک غور طلب مسئلہ

صدر مشرف کی خودنوشت سوانح عمری In The Line of Fire کے باب ۱۳ سے ایک پیرا گراف کا ترجمہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے:

''یہ انتہائی بدقسمتی ہے کہ بین الاقوامی سطح پر پاکستان کا نام اس حد تک بدنام ہو چکا ہے کہ دنیا اب اس نام کو صرف دہشت گردی اور انتہا پسندی کا دوسرا نام خیال کرتی ہے۔ اکثر لوگ ہمارے معاشرے کو غیر رواداراور تشدد پسند سمجھتے ہیں۔ ہم لاکھ یقین دہانی کراتے رہیں کہ ہمارے لوگوں کی اکثریت رواداراور صلح جو ہے اور یہ کہ صرف ایک معمولی تعداد انتہا پسند، دہشت گردوں کی ہے، اور یہ کہ ہماری قومی سلامتی کو خطرہ میں ڈالنے والا ہمارا قومی مزاج نہیں بلکہ محض افغان حدود کو چھونے والے مغربی خِطّے، یا پھر کشمیر کی غیر یقینی صورتحال ہے۔ مگر اس پیغام کو کوئی سننے اور ماننے کو تیار نہیں۔ اسی چیز کے پیش نظر مَیں نے ثقافت، کھیل اور سیاحت کو فروغ دے کر پاکستان کی ایک مختلف تصویر، ایک خوش رنگ تصویر، پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔''

سوال پیدا ہوتا ہے کہ احمدیہ مخالف قوانین کو برقرار رکھنا، گستاخِ رسولؐ سے متعلق دفعات کو ناجائز رنگ میں استعمال کرنے کی چھوٹ دینا، پاسپورٹ اور شناختی کارڈوں میں فرقہ واریت پھیلانے والے خانوں کا اضافہ کروانا، کیا یہ سب افغانستان سے متصل خطوں میں امن عامہ کی صورتحال اور کشمیر کے تنازعہ کے نتیجہ میں ہوا ہے؟ کیا یہ سب اس قومی مزاج کے نتیجہ میں نہیں جو احمدیوں کے خلاف پاکستان کے غیر احمدیوں کا بن چکا ہے؟ یہ سب حکومتی مشینری کے ان لوگوں کی پشت پناہی کرنے کا نتیجہ ہے جن کے بارہ میں صدر مملکت خیال ظاہر کر رہے ہیں کہ وہ پاکستان کو بدنام کرنے والے عناصر ہیں۔

(رپورٹ مرتبہ: آصف محمود باسط)

تیرے دم نال سُتیاں ہویاں جاگ پیاں تقدیراں
ساڈیا سونہیا سائیاں تینوں مَنیا ''پیر پیراں''
عشق وفاواں والا چولا پا کے خیر دی خاطر
کاسہ ہتھ وِچ در تیرے تے بیٹھے وانگ فقیراں
ہیٹھ غلامی تیری آ کے پائے اُچّے رتبے
میں ورگے ناچیزاں ، نیچاں ہینیاں اتے حقیراں
مُلکاں مُلکاں تیرے ناں دا جاری لنگر ہویا
در تیرے توں فیض کمایا وَلیاں ، بھگتاں ، مِیرا
وَنّ سَوّنی بولیاں والے پکّھو ہوگئے تیرے
صورت تیری ویکھ کے نالے تیریاں پڑھ تحریراں
او خزانے نے انمُلّے تیریاں وِچ کتاباں
جہڑیاں پاک کلام دیاں تُو کِیتیاں نے تفسیراں
تیراں تے تلواراں والی کیتی بند لڑائی
تو اینج قلم چلایا جیویں چلدیاں نے شمشیراں
تیرے ناں دی جَے جَے تیرے مست قلندر کردے
رب رسول دے نعرے لاندے نالے پڑھ تکبیراں
رُوحاں دے بیماراں لئی تُو بَن مسیحا آیا
تیرا ہتھ شفائی لگیا مُکیاں کسّاں پِیڑاں
چِٹّہ دُدھ منارہ تیرا جگ مگ لاٹاں مارے
چڑھدے ، لیندے ، پَربت ، دکّھن گیّاں نے تنویراں
گورے کالے صاف دِلاں دے تیرے ہوئے ملنگ
ایہہ نیں تیرے نور و نور وجود دیاں تاثیراں
وریاں پہلاں جہیڑے سُپنے پیرا تُو سَنْ ویکھے
سچے نکلے ، اوناں نوں اَج مل گئیاں تعبیراں
کَرماں والی نظر جے پاویں ، ہَتھ موڈھے تے رکھیں
پاٹِیاں لِیراں والے وِی فِر پا جاوَنْ توقِیرا
میں نمانا ظفر گناہاں دا ہاں آپ اقراری
میریا سوہنیا سائیاں میریاں معاف کرِیں تقصیراں

(مبارک احمد ظفر)

خلافت جوبلی سوونیئر (IAAAE)

انٹرنیشنل ایسوسی ایشن آف احمدی آرکیٹیکٹس اینڈ انجینئرز صد سالہ خلافت جوبلی کے موقع پر ایک سوونیئر (Souvenir) شائع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اس سلسلہ میں دنیا بھر میں پھیلے ہوئے احمدی آرکیٹیکٹس اور انجینئرز مرد و خواتین اور دیگر اہل علم حضرات سے عاجزانہ درخواست ہے کہ سوونیئر کے لئے مضامین، تصاویر، اشتہار اور فنڈز بھجوائیں۔ مضمون نگار ہر مضمون کے ساتھ اپنا تعارف اور ایک رنگین پاسپورٹ سائز تصویر بھی ارسال کریں۔ مختلف ممالک میں جماعت کے مراکز، نماز سینٹرز، مشن ہاؤسز، ہسپتال اور دیگر تعمیرات کی تصاویر بھی درکار ہیں۔ اس سلسلہ میں IAAAE کے عہدیداروں سے خصوصی تعاون کی درخواست ہے۔ مضامین، اشتہارات، تصاویر اور رقوم وغیرہ چیئرمین IAAAE، ہیڈ آفس بلڈنگ تحریک جدید کوارٹرز، عقب گولبازار ربوہ (چناب نگر) پاکستان کو بھجوانے کی درخواست ہے۔ دعا بھی کریں کہ اللہ تعالیٰ اس تاریخی موقع کی مناسبت سے مجلّہ تیار کرنے کی توفیق دے۔ آمین

انجینئر محمود مجیب اصغر (صدر ٹیکنیکل میگزین کمیٹی)

Fax: 0092-47-621 4582

email: haris@iaaae.com & sharis70@gmail.com

آنحضرت ﷺ ہمارے لئے کامل نمونہ ہیں

{مکرم لئیق احمد صاحب طاہر مبلغ سلسلہ یو کے نے جماعت احمدیہ جرمنی کے جلسہ سالانہ 2006ء کے موقع پر مذکورہ بالاعنوان سے ایک تقریر کی جس میں ڈنمارک میں ایک اخبار میں آنحضرت ﷺ کے توہین آمیز کارٹونوں کی اشاعت کے ذریعہ سے حضور ﷺ کے اخلاق و سیرت طیبہ کے بارہ میں جو غلط تأثر پیدا کرنے کی کوشش کی گئی تھی اس کا ازالہ حضور اکرم ﷺ کے اسوۂ حسنہ اور اسلام و بانی اسلام کی تعلیمات کی روشنی میں پیش کیا گیا ہے۔ ذیل میں اس تقریر کا متن ہدیۂ قارئین ہے۔ (مدیر)}

ڈنمارک کے اخبار یولینڈ پوسٹن (Jylland Posten) کے کلچرل ونگ میں گزشتہ سال یعنی اکتوبر 2005ء کو 11 مصوّروں کی بنائی ہوئی 12 مسخ شدہ تصاویر ہمارے آقا و مولیٰ سید المطہرین اور سید المعصومین کے بارہ میں شائع کی گئیں۔ یہ تذکرہ اس قدر اذیت ناک ہے کہ خاکسار اس کی تفصیل بیان کرنے کی ہمت نہیں پاتا۔ ان تصاویر کے ذریعہ حضور نبی کریم ﷺ اور اسلام پر دو قسم کے اعتراض کئے گئے ہیں۔

ایک یہ کہ اسلام آزادئ ضمیر کا قائل نہیں۔ اس کے بجائے بانیٔ اسلام تلوار اور طاقت کے بل بوتے پر، ڈرا دھمکا کر، تشدّد کی راہ سے فیصلے کیا کرتے تھے۔

دوسرا اعتراض یہ کیا گیا ہے کہ اسلام شہوت پرستی کو ترویج دیتا ہے اور نعوذ باللہ نبی اکرم ﷺ عورتوں کے دلدادہ تھے۔ اسی لئے آپ نے متعدد شادیاں کیں، وغیرہ۔

اب خاکسار سیرت نبوی ﷺ کی روشنی میں ان دونوں اعتراضوں کا اختصار کے ساتھ جواب پیش کرتا ہے۔

❁...... تاریخ اسلام کا یہ واقعہ زرّیں حروف میں لکھنے کے قابل ہے کہ سن 4 ہجری میں بنو نضیر کو ان کی چیرہ دستیوں اور غداری کے نتیجہ میں ان کی اپنی درخواست پر حضور نبی پاک ﷺ نے خیبر جانے کی اجازت دے دی جبکہ وہ اپنی شریعت کی رو سے واجب القتل تھے۔ انہیں حضور نبی پاک ﷺ کے وعدوں پر اس قدر اعتماد تھا کہ وہ مسلمانوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اپنے ہاتھوں اپنے گھر مسمار کر کے تمام قیمتی سامان اپنی سواریوں پر لاد کر اس شان سے خیبر کو روانہ ہوئے کہ ان کے آگے پیچھے بینڈ باجے بج رہے تھے۔ یوں لگتا تھا کہ گویا کوئی بارات جا رہی ہے۔

(’رحمۃ للعالمین‘ از قاضی محمد سلیمان سَلمان منصور پوری صفحہ116)

کیا آج دنیا میں آپ کسی مفتوح اور مغلوب قوم کا نام پیش کر سکتے ہیں جو اپنے فاتح کے سامنے اس قدر اشتعال انگیزی سے نقل مکانی کر رہی ہو اور فاتح ان کی اس جرأتِ رندانہ پر معمولی سا ردّ عمل بھی ظاہر نہ کرے۔ کیا اس مثال کو دیکھتے ہوئے کوئی شخص صدق دل سے یہ کہہ سکتا ہے کہ اسلام میں آزادئ ضمیر کا فقدان ہے اور برداشت نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔

❁...... فتح مکہ کے موقعہ پر حضور نبی پاک ﷺ نے یہ ہدایات دی تھیں کہ سوائے اپنے دفاع کے کسی شخص پر حملہ نہ کیا جائے۔ ابتداء میں گیارہ افراد کے بارہ میں فیصلہ فرمایا کہ وہ اپنے سابقہ جرائم کی بناء پر واجب القصاص ہیں۔ پھر ان کی تعداد چھ کر دی گئی جن میں سے چار مرد اور دو عورتیں واجب القتل قرار دئے گئے اور بالآخر چار مردوں میں سے صرف ایک ’ابن اخطل‘ قتل کیا گیا وہ بھی اس لئے کہ اسلام قبول کر لینے کے بعد ایک دن اس نے اپنے غلام کو صرف اس لئے قتل کر دیا کہ اس نے وقت پر کھانا تیار نہیں کیا تھا۔ قتل کے بعد یہ مکّہ بھاگ آیا تھا۔ باقی تین میں ایک عکرمہ بن ابی جہل تھا۔ یہ بارہا مسلمانوں کے خلاف جنگ کر چکا تھا اور اس کا سب سے بڑا جرم یہ تھا کہ صلح حدیبیہ کے بعد اس نے نبی پاکؐ کے حلیف بنو خزاعہ پر حملہ کر کے بڑا خون خرابہ کیا تھا۔ دوسرا شخص ہبار بن اسود تھا۔ اس نے حضرت صاحبزادی سیدہ زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مکّہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کے موقعہ پر نیزہ سے حملہ کیا۔ حضرت زینب اونٹ سے نیچے گریں اور آپ کا حمل ساقط ہو گیا اور بالآخر مدینہ پہنچ کر اسی صدمہ سے وفات پا گئیں۔

یہ پہلو کس قدر سبق آموز ہے کہ جہاں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک غریب غلام کے قاتل کو معاف نہیں فرمایا وہاں اُس رحمتِ عالم ﷺ نے اپنی نور نظر حضرت سیدہ زینبؓ کے قاتل کو معاف فرما دیا۔

تیسرا شخص جس کے قتل کا آپ نے حکم دیا اور پھر اپنا فیصلہ واپس لے کر اس کی جان بخشی کی۔ وہ کاتب وحی عبداللہ بن ابی سرح تھا۔ اس نے یہ کہنا شروع کر دیا تھا کہ وحی تو میرے پاس آتی ہے اور محمدؐ مجھ سے سُن کر لکھوا دیتا ہے۔

دو عورتوں میں سے صرف ایک عورت کو قتل عمد کے جرم میں سزائے موت دی گئی۔ اور دوسری عورت ہندہ زوجہ ابوسفیان جس نے حضرت حمزہ کا کلیجہ چبایا تھا اور ان کے ناک کان وغیرہ کو کاٹ کر ہار بنا کر اپنے گلے میں پہنا تھا اسے بھی معاف فرما دیا۔ حتی کہ وحشی جس نے حضرت حمزہؓ کو برچھی مار کر شہید کر دیا تھا اور نعش کی بے حرمتی کی تھی اسے بھی معاف فرما دیا۔

❁...... فتح مکہ کے موقع پر صفوان بن اُمیّہ ان افراد میں سے ایک تھا جسے آپ نے قتل کرنے کا حکم دیا تھا۔ یہ مکّہ سے جدّہ بھاگ گیا تا سمندر کے راستہ یمن چلا جائے۔ ان کے عزیز عُمیر بن وھب الجمعی نے ان کی جان بخشی کی درخواست کی جو حضور نے فوراً قبول فرما لی۔ عُمیر نے عرض کیا کہ جب تک حضور اپنی کوئی نشانی نہ دیں گے وہ میری بات پر یقین نہیں کرے گا۔ نبی پاک ﷺ نے اپنی دستار مبارک عطا فرمائی۔ چنانچہ صفوان جدہ سے واپس آ گیا اور نبی پاک ﷺ سے کہنے لگا اے محمد (ﷺ) کیا آپ نے مجھے معاف کر دیا ہے جبکہ مَیں نے اسلام قبول کرنے کا کوئی فیصلہ نہیں کیا۔ فرمایا: ہاں، مَیں نے معاف کر دیا ہے۔

❁...... کچھ عرصہ کے بعد غزوۂ حنین کا واقعہ پیش آیا۔ نبی پاک ﷺ نے صفوان سے 100 زرہیں مانگیں۔ نبی پاک کی بخشش اور درگزر نے اسے بے خوف تو پہلے ہی کر دیا تھا۔ بڑی بیباکی سے بولا: أَغَصْبًا يَا مُحَمَّدُ ۔ اے محمد (ﷺ) میرا مال زبردستی غصب کرنا چاہتے ہو؟ فرمایا: نہیں نہیں بَلْ عَارِيَةً مَضْمُوْنَةً۔ عاریۃً اپنی ضمانت پر مانگ رہا ہوں۔ فتح حنین کے بعد اس نے دیکھا کہ مال غنیمت کے جانوروں سے پوری وادی بھری ہوئی ہے۔ کہنے لگا اے محمد (ﷺ) اتنا مال کیا کرو گے۔ فرمایا سارا تم لے لو اور ہزاروں جانور اسے بخش دئے۔

❁...... فتح مکّہ کے موقعہ پر نبی پاک ﷺ کے عفو و درگزر اور آپ کے خُلقِ کریم اور وسیع حوصلہ کو دیکھ کر ہزاروں اہل مکّہ ایمان لے آئے۔ اور جو پیچھے رہ گئے وہ بتدریج اسلام قبول کرتے رہے۔ آپ نے کسی کو جبراً مسلمان نہ بنایا۔ اگر بزور مسلمان بنانا ہی تھا تو پھر یہ اعلان کرنے کی کیا ضرورت تھی کہ جو شخص اپنے گھر کے اندر رہے اس کی جان و مال محفوظ ہیں۔ جو خانہ کعبہ میں جا کر پناہ لے لے، جو ابوسفیان کے گھر میں چلا جائے اور جو بلال کے جھنڈے تلے آ جائے وہ بھی محفوظ ہے۔

❁...... فتح مکّہ کے موقع پر وہ مہاجرین نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے جنہیں اہل مکّہ نے سخت دکھ دے کر ان کے گھروں پر قبضہ کر لیا تھا۔ ان مہاجرین نے درخواست کی کہ اب ان کے گھر انہیں واپس دلائے جائیں لیکن حضور نبی پاک ﷺ نے ان کی یہ درخواست ردّ کر دی۔

(رحمۃ للعالمین صفحہ109-110)

❁...... فتح مکّہ کے موقعہ پر حضرت سعدؓ بن عبادہ کو نبی اکرم ﷺ نے انصار کا جھنڈا دیا ہوا تھا۔ انہوں نے جوش میں آ کر یہ نعرہ لگا دیا کہ آج کفّارِ مکّہ ذلیل کئے جائیں گے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فوراً انہیں علَم برداری کی عزت اور فخر سے محروم کر دیا اور جھنڈا واپس لے کر اعلان فرمایا کہ آج کے دن کوئی شخص ذلیل نہیں کیا جائے گا۔

عاجزی اور انکساری سے آپؐ کا سر جھکتے جھکتے کجاوہ سے جا لگا تھا۔ یہ باتیں سننی بھی آسان ہیں اور سینکڑوں سالوں کے بعد کہنی بھی آسان لیکن ان پر عمل وہی پاک وجود کر سکتا ہے جو کسی اور ہی زمین اور آسمان سے تعلق رکھتا ہو۔

❁...... جب ملک شام فتح ہوا اور وہاں کی عیسائی آبادی اسلامی حکومت کے ماتحت آ گئی تو ایک دن جبکہ صحابیٔ رسول حضرت سہل بن حنیف اور قیس بن سعد قادسیہ کے شہر میں کسی جگہ بیٹھے ہوئے تھے کہ ان کے پاس سے ایک عیسائی کا جنازہ گزرا۔ یہ دونوں اصحاب اسے دیکھ کر تعظیمًا کھڑے ہو گئے۔ ایک مسلمان نے جو آنحضرت ﷺ کا صحبت یافتہ نہیں تھا حیران ہو کر ان کو کہا کہ یہ تو ایک عیسائی، ایک ذمّی کا جنازہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم جانتے ہیں مگر آنحضرت ﷺ کا یہی طریق تھا کہ آپ غیر مسلموں کا جنازہ دیکھ کر کھڑے ہو جاتے تھے اور فرماتے تھے کہ کیا ان میں خدا کی پیدا کی ہوئی جان نہیں ہے۔

(سیرت خاتم النبیینؐ حصہ دوم صفحہ656-657)

❁......مُغیرہ بن شعبہ قبول اسلام سے پہلے اپنے ساتھیوں کے ساتھ کسی تجارتی سفر پر روانہ ہوئے۔ راستہ میں انہوں نے موقعہ پا کر انہیں قتل کر دیا اور مدینہ بھاگ آئے۔ اور سارا مال نبی پاک ﷺ کے قدموں میں ڈال کر کلمہ پڑھ کر اسلام لے آئے۔ حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا: اے مغیرہ! اَمَّا مَالُکَ فَمَالُ غَدْرٍ فَلَا حَاجَةَ لَنَا فِيْهِ کہ تیرا یہ مال دھوکہ سے کمایا گیا ہے۔ مغیرہ! ہمیں اس مال کی حاجت نہیں۔

❁......ایک قبیلہ کا سفیر مدینہ آیا۔ حق سفارت ادا کرنے کے بعد اس نے مدینہ میں رکنا چاہا اور اسلام قبول کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ فرمایا یہ سفارت کے آداب کے خلاف ہے۔ پہلے واپس جاؤ، اپنا کام مکمل کرو پھر جب چاہو اسلام قبول کر لینا۔

❁......ابوسفیان نے غزوہ احزاب کا بدلہ لینے کے لئے چند قریشی نوجوانوں کو لالچ دے کر نبی کریم ﷺ کے قتل پر آمادہ کیا۔ ایک نے حامی بھر لی۔ وہ خنجر چھپا کر مدینہ آیا۔ جب حضور نبی پاک ﷺ کی نظر اس پر پڑی تو دیکھتے ہی فرمایا اس کی نیت ٹھیک نہیں ہے۔ ایک انصاری رئیس اُسید بن حُضیر لپک کر اس سے چمٹ گئے اور ان کے ہاتھ میں اس کا چھپا ہوا خنجر آ گیا۔ اب کیا تھا قریشی نوجوان خوف سے کانپنے لگ گیا اور منّت کرنے لگا کہ میری جان بخشی کر دی جائے۔ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر سچ سچ بتا دو کہ کس نیت سے آئے تھے تو معاف کر دیں گے۔ اس نے ابوسفیان کے منصوبہ سے آگاہ کیا اور حضور نے اُسے فوراً معاف فرما دیا۔ وہ نوجوان مدینہ میں کچھ دن رہ کر اسلام لے آیا۔

(سیرت خاتم النبیینؐ صفحہ741-743)

❁......طائف میں نبی کریم ﷺ سے جو ظالمانہ سلوک کیا گیا اس سے کون واقف نہیں۔ طائف کے سرداروں نے پتھر مار مار کر آپ کو لہولہان کر دیا تھا۔ فتح مکّہ کے بعد جب غزوہ حنین اور غزوہ اَوطاس ہوئیں تو طائف سے بڑی تعداد میں فوجیں دشمن کی مدد کے لئے آئیں۔ لیکن شکست فاش کے بعد طائف میں اپنے قلعوں میں محصور ہو گئیں۔ نبی پاکؐ نے ان کا محاصرہ کر لیا۔ چند دن کے محاصرہ کے بعد کسی طرح نبی پاک ﷺ کو اطلاع ملی کہ دشمن محاصرہ کی وجہ سے سخت تکلیف میں ہے اور بھوک نے ان کی ہلاکت کو ان کے بہت قریب کر دیا ہے۔ نبی پاکؐ نے فوراً محاصرہ اٹھا لینے کا فیصلہ فرمایا۔ صحابہ نے جنگی اصولوں کے پیش نظر عرض کیا کہ حضور اب یہ مجبور ہو چکے ہیں اور قلعہ فتح ہونے ہی والا ہے۔ لیکن وہ پاک اور مقدس نبی جو ماں باپ سے بڑھ کر شفیق تھا ان جانی دشمنوں کو یوں بھوک کے ہاتھوں تڑپتے ہوئے نہ دیکھ سکا۔ آپؐ نے صحابہ کے مشورہ کو ردّ کر دیا اور محاصرہ اٹھا کر واپس مکّہ تشریف لے آئے۔

❁......فتح مکّہ کے بعد طائف سے ایک وفد نبی پاک ﷺ سے ملاقات کے لئے مدینہ آیا۔ ابھی تک یہ سب کے سب بت پرست اور مُشرک تھے۔ حضور نبی پاک ﷺ نے ان کے لئے مسجد نبوی کے صحن میں خیمے لگوانے کا حکم دیا۔ بعض صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ مشرک ہیں اور مشرک تو قرآن کی رُو سے نجس یعنی ناپاک ہیں (سورۃ توبۃ:28)۔ انہیں مسجد میں ٹھہرانا کہیں مسجد کے تقدس کے خلاف نہ ہو۔ فرمایا: ظاہری

اعتبار سے یہ بھی اتنے ہی پاک وصاف ہیں جتنے کہ تم ہو۔ ہاں جہاں قرآن کریم نے انہیں نجس قرار دیا ہے صرف انہی معنوں میں کہ قلب انسانی مَھبطِ نزول باری تعالیٰ ہے۔ اور مشرکوں نے اس کی جگہ بت بٹھا رکھے ہیں۔ نبی پاکؐ کی اس وضاحت سے سب صحابہ کے دل اطمینان سے بھر گئے۔

❁......ایک بار حضرت نبی کریم ﷺ کے پاس نجران کے عیسائیوں کا ایک وفد مدینہ میں ملاقات کے لئے آیا۔ یہ تبادلہ خیالات مسجد نبوی میں ہو رہا تھا۔ بحث کے دوران ان کی عبادت کا وقت شروع ہونے پر انہوں نے اجازت مانگی کہ باہر جا کر کسی جگہ عبادت کر آئیں۔ حضور نے فرمایا: یہیں میری مسجد میں اپنے طریق پر عبادت کرلو۔

یہ عیسائی جب ابھی عبادت میں مصروف تھے اور جنوب کی بجائے ان کے منہ مشرق کی طرف تھے تو چند صحابہ مسجد میں پہنچے۔ غالبًا ان صحابہ کی نظر اپنے آقا و مولیٰ پر نہیں پڑی ہوگی۔ یہ صحابہ ان عیسائیوں کو مختلف سمت میں عبادت کرتے ہوئے دیکھ کر انہیں منع کرنے کے لئے آگے بڑھے تو حضور نبی پاک ﷺ نے سختی کے ساتھ انہیں روک دیا تا یہ ان عیسائیوں کی عبادت میں خلل نہ ڈالیں۔ آپؐ نے فرمایا: یہ مسجد خدا کا گھر ہے اور مَیں نے ہی انہیں عبادت کی اجازت دی ہے اور جب کوئی محض اللہ کی عبادت کر رہا ہو تو کسی انسان کا حق نہیں کہ اس میں روک پیدا کرے۔

ہم سب جانتے ہیں کہ مسجد نبوی کا کیسا بلند مرتبہ تھا۔ اے کاش آج مسلمانوں میں بھی یہ حوصلہ پیدا ہوجائے۔ ہم علی وجہ البصیرت کہہ سکتے ہیں کہ ساری امت مسلمہ میں سوائے جماعت احمدیہ کے آج شاید ہی کسی دوسرے فرقہ کا اس پر عمل ہو۔ اے کاش شیعہ سنی، بریلوی، دیوبندی، سپاہ محمد، سپاہ صحابہ وغیرہ اس حسین اسوۂ نبوی پر عمل پیرا ہوں تا ہمارا معاشرہ بھی کچھ سُکھ کا سانس لے سکے۔

❁...... ایک بار ایک بدّو پہلی بار مسجد نبوی میں وارد ہوا۔ مسجد میں ساری جگہ صفیں تو بچھی ہوئی نہیں تھیں۔ اُسے جو پیشاب کی حاجت ہوئی تو وہ مسجد کے ایک کونے میں خالی جگہ دیکھ کر پیشاب کرنے لگا۔ صفائی کے نقطۂ نظر سے مسلمان تو جوتے بھی مسجد کے باہر ہی اتار دیتے ہیں۔ مسجد کے اندر نماز کی جگہ پیشاب کرنا تو برداشت سے باہر تھا۔ صحابہ کرامؓ مسجد کی اس توہین پر سخت برافروختہ ہوئے اور ان میں سے بعض اس بدو کی طرف لپکے۔

نبی پاک ﷺ نے صحابہ کو فورًا روک دیا اور جب وہ بدّو آرام سے فارغ ہوگیا تو آپؐ نے پانی کی ایک مشک خود اٹھائی اور اس جگہ کو خود پانی بہا کر صاف کر دیا۔ پھر آپ اپنے صحابہ کی طرف متوجہ ہوئے اور ان سے فرمایا: تمہیں خدا تعالیٰ نے لوگوں کے لئے دکھوں اور مصیبتوں میں اضافہ کرنے کے لئے پیدا نہیں کیا بلکہ اس لئے پیدا کیا ہے کہ انسانیت کو سکھ کا سانس ملے۔

جمال مہر و وفا کے قصے کمالِ صدق وصفا کی باتیں
جو ہو سکے تو سنائے جاؤں تمہیں حبیبِ خدا کی باتیں

❁......ڈنمارک کے کارٹونوں سے نبی پاک ﷺ اور اسلام کے خلاف یہ تأثر دیا گیا ہے کہ نعوذ باللہ نبی پاکؐ اپنی توہین برداشت ہی نہیں کر سکتے تھے۔

خاکسار اس اعتراض کے جواب میں صرف ایک واقعہ بیان کرے گا۔

مدینہ میں عبداللہ بن اُبَیّ ابن سلول رئیس المنافقین تھا۔ اور یہود کے قبیلہ خَزرَج کا سردار تھا۔ مدینہ میں نبی پاکؐ کی ہجرت سے قبل اس کے لئے باقاعدہ لڑیوں کا تاج بنایا گیا اور اس کی رسم تاجپوشی کی تیاریاں مکمل ہو چکی تھیں۔ تاج پوشی سے ذرا پہلے نبی پاکؐ کا ورود مسعود مدینہ میں ہوا اور آپ سب لوگوں کی توجہ کا مرکز بن گئے۔ اس وجہ سے عبداللہ بن اُبی بن سلول کے سینہ میں آگ لگ گئی اور دل ہی دل میں نبی پاکؐ کے خلاف منصوبے بنانے لگا۔ یہ بدبخت بہت سی کنیزیں اور لڑکیاں اپنے پاس رکھتا تھا اور ان سے زبردستی پیشہ یعنی حرام کاری کرواتا تھا۔

(سیرت حلبیہ اردو جلد دوئم نصف اول صفحہ 312)

❁......واقعۂ اُفک میں حضرت عائشہؓ اُمّ المومنین پر الزام لگانے میں یہ شخص پیش پیش تھا۔ دراصل درپردہ اس کا یہ خلافت پر پہلا حملہ تھا۔ اسے احساس تھا کہ حضرت ابوبکرؓ کا نبی پاکؐ اور مسلمانوں کی نظر میں کیسا بلند مقام ہے۔ اور یہ کہ نبی پاکؐ کے بعد مسلمان صرف حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ پر جمع ہوں گے۔

غزوۂ بنو مصطلق سن 6 ہجری میں ہوا۔ سیدنا حضرت فضل عمرؓ نے تفسیر کبیر میں تفصیل سے اس واقعہ کا ذکر کیا ہے کہ کس طرح بنو مصطلق کے غزوہ سے واپسی پر اس نے ایک خطرناک سازش کی۔ حضور تحریر فرماتے ہیں:

”رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب بنو مصطلق پر لشکرکشی کی تو وہاں انصار اور مہاجرین میں کنوئیں سے پانی نکالنے پر جھگڑا ہوگیا اور اس جھگڑے نے اس قدر طول کھینچا کہ انصار اور مہاجرین نے تلواریں نکال لیں اور وہ ایک دوسرے سے لڑائی پر آمادہ ہوگئے۔ عبداللہ بن ابی ابن سلول نے اس موقعہ کو غنیمت سمجھا۔ چنانچہ وہ آگے بڑھا اور اس نے کہا اے انصار! یہ تمہاری ہی غلطیوں کا نتیجہ ہے کہ آج تمہیں یہ دن دیکھنا پڑا۔ مَیں تمہیں پہلے ہی سمجھاتا تھا کہ تم ان مہاجرین کو اپنے سر نہ چڑھاؤ ورنہ کسی دن تکلیف اٹھاؤ گے۔ مگر تم نے میری بات نہ مانی۔ اب خدا کا شکر ہے کہ تمہیں بھی اس حقیقت کا احساس ہوا۔ مگر گھبراؤ نہیں اور مجھے مدینہ پہنچ لینے دو پھر دیکھو گے کہ مدینہ کا سب سے معزز انسان (یعنی وہ کمبخت خود)، مدینہ کے سب سے ذلیل انسان (یعنی نعوذ باللہ محمد رسول اللہ ﷺ) کو وہاں سے نکال دے گا۔ اور یہ فتنہ پھر کبھی سر نہیں اٹھائے گا۔ جب اس نے یہ الفاظ کہے تو انصار اور مہاجرین دونوں سمجھ گئے کہ ہمارے جوش سے اس نے ناجائز فائدہ اٹھانا چاہا ہے۔ چنانچہ وہ سنبھل گئے اور انہوں نے آپس میں صلح کرلی۔ مگر اس دوران کسی نے دوڑ کر رسول کریم ﷺ کو اطلاع دے دی کہ یارسول اللہ عبداللہ بن ابی ابن سلول نے آج اس اس طرح کہا ہے۔ آپ نے عبداللہ بن ابی ابن سلول اور اس کے دوستوں کو بلایا اور فرمایا کہ کیا بات ہوئی ہے۔ انہوں نے اس واقعہ سے بالکل انکار کر دیا اور کہا کہ یہ بالکل غلط بات ہے، ایسا کوئی واقعہ ہوا ہی نہیں۔ لیکن بات سچی تھی، پھیلنی شروع ہوئی اور عبداللہ کے بیٹے تک یہ بات جا پہنچی کہ آج اس کے باپ نے ایک جھگڑے کے موقع پر یہ کہا ہے کہ مجھے مدینہ پہنچ لینے دو پھر وہاں کا معزز ترین انسان یعنی (وہ خود)، مدینہ کے سب سے ذلیل انسان یعنی نعوذ باللہ محمد رسول اللہ ﷺ) کو وہاں سے نکال کر رہے گا۔ وہ ایک مخلص نوجوان تھا۔ وہ یہ سنتے ہی بیتاب ہوگیا اور اُسی وقت رسول کریم ﷺ کی خدمت میں پہنچا اور کہنے لگا یا رسول اللہ! مَیں نے سنا ہے کہ آج میرے باپ نے یہ الفاظ کہے ہیں۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ہاں میرے پاس بھی رپورٹ پہنچ چکی ہے۔ اس نے کہا: یارسول اللہ اس جرم کی سزا سوائے اس کے اور کیا ہوسکتی ہے کہ آپؐ میرے باپ کو قتل کرنے کا حکم دے دیں۔ اور یہ بالکل جائز اور درست سزا ہے۔ مگر یارسول اللہ مَیں یہ درخواست کرنے کے لئے حاضر ہوا ہوں کہ اگر آپ میرے باپ کے قتل کا حکم نافذ فرمائیں تو کسی اور کو قتل کرنے کا حکم نہ دیں بلکہ مجھے حکم دیں کہ مَیں اپنے باپ کو قتل کروں۔ کیونکہ اگر آپ نے کسی اور مسلمان کو حکم دیا اور اس نے میرے باپ کو قتل کر دیا تو ممکن ہے کہ شیطان کسی وقت مجھے ورغلا دے کہ میرے باپ کا قاتل ہے اور مَیں جوش میں اس پر حملہ کر بیٹھوں۔ اس لئے آپ کسی اور کو حکم دینے کی بجائے مجھے ہی یہ حکم دیں کہ مَیں اپنے باپ کو اپنے ہاتھ سے قتل کردوں۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہمارا ایسا کوئی ارادہ نہیں۔ ہم اسے کوئی سزا دینا نہیں چاہتے۔ اس نے کہا یارسول اللہ یہ ٹھیک ہے کہ آپ اس وقت اسے کوئی سزا دینا نہیں چاہتے لیکن اگر پھر کسی وقت اسے سزا دینا مناسب سمجھیں تو میری درخواست ہے کہ آپ رحم فرما کر مجھے ہی حکم دیں کہ مَیں اپنے باپ کو قتل کردوں۔ رسول کریم ﷺ نے پھر فرمایا کہ ہمارا اسے سزا دینے کا کوئی ارادہ نہیں۔ ہم تمہارے باپ کے ساتھ نرمی اور ملاطفت کا ہی سلوک کریں گے۔ وہ وہاں سے اٹھا اور خاموشی کے ساتھ چلا آیا مگر اس کا دل ان الفاظ کی وجہ سے جل رہا تھا اور اسے کسی پہلو قرار اور اطمینان نہیں آتا تھا۔ جب لشکر مدینہ کی طرف واپس لوٹا اور عبداللہ بن ابی ابن سلول اندر داخل ہونے لگا تو اس کا بیٹا اپنی سواری سے کود کر اپنے باپ کے سامنے جا کر کھڑا ہوگیا اور اس نے تلوار اپنی میان سے نکال لی اور باپ سے کہا۔ تمہیں یاد ہے تم نے وہاں کیا الفاظ کہے تھے۔ تم نے کہا تھا کہ مدینہ کا معزز ترین انسان مَیں ہوں اور مدینہ کا ذلیل ترین انسان نعوذ باللہ محمد رسول اللہ ﷺ ہے۔ خدا کی قسم مَیں تمہیں اُس وقت تک مدینہ میں داخل نہیں ہونے دوں گا جب تک تم میرے سامنے یہ اقرار نہ کرو کہ مدینہ کا ذلیل ترین انسان مَیں ہوں اور مدینہ کا معزز ترین انسان محمد رسول اللہ ﷺ ہے ورنہ مَیں اسی تلوار سے تمہارا سر اڑا دوں گا۔ عبداللہ نے جب یہ نظارہ دیکھا کہ اس کا بیٹا اس کے سامنے تلوار لے کر کھڑا ہے اور وہ کہتا ہے کہ کہو کہ مَیں مدینہ کا ذلیل ترین انسان ہوں اور محمد رسول اللہ ﷺ مدینہ کے معزز ترین انسان ہیں تو اس کا دل لرز گیا اور اس نے سمجھ لیا کہ اگر آج مَیں نے یہ الفاظ نہ کہے تو میرے بیٹے کی تلوار میرا خاتمہ کئے بغیر نہ رہے گی۔ چنانچہ اس نے اپنے تمام دوستوں اور ساتھیوں کے سامنے جن میں وہ اپنی بڑائی کے گیت گایا کرتا تھا اقرار کیا کہ مَیں مدینہ کا ذلیل ترین انسان ہوں اور محمد رسول اللہ ﷺ مدینہ کے معزز ترین انسان ہیں اور پھر اس نے اپنے باپ کو شہر میں داخل ہونے کا رستہ دیا“۔

(تفسیر کبیر جلد 5، تفسیر سورۃ مریم صفحہ 354-355)

کچھ عرصہ کے بعد عبداللہ بن ابی ابن سلول فوت ہوگیا تو حضور نبی پاک ﷺ نے خود اس کی نماز جنازہ پڑھانے کا اظہار فرمایا۔ چونکہ یہ شخص منافقوں کے سردار کے طور پر مشہور ہو چکا تھا اور علی الاعلان نبی پاک ﷺ کی مخالفت میں پیش پیش تھا جب کبھی غلطی کرتا اور لوگ اسے معافی مانگنے کے لئے کہتے تو جواب دیتا کہ مجھے محمدؐ کی دعاؤں کی ضرورت نہیں۔

(سیرت النبی کامل ابن ہشام جلد دوئم صفحہ 112)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جب حضور نبی کریمؐ اس کی نماز جنازہ پڑھانے کے لئے کھڑے ہوئے تو مَیں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جا کھڑا ہوا اور عرض کیا: یارسول اللہ! کیا آپ اس دشمن خدا کی نماز پڑھا رہے ہیں جس نے فلاں روز یہ کہا تھا اور فلاں روز یہ کہا تھا۔ مَیں اس کے سارے واقعات بیان کرنے لگا اور حضور تبسم فرماتے رہے۔ اور یہی فرمایا: ہاں عمر مَیں ہی اس کا جنازہ پڑھاؤں گا۔ حضرت عمر نے عرض کیا یارسول اللہ کیا ایسے منافقوں کے بارہ میں خدا تعالیٰ نے سورۃ التوبہ میں یہ نہیں فرمایا کہ اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْلَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ (التوبۃ:80)۔ یعنی اے رسول تم چاہے منافقوں کے لئے مغفرت کی دعا کرو یا نہ کرو۔ اور اگر تم ان کے لئے ستّر مرتبہ بھی مغفرت کی دعا کروگے تو پھر بھی ہرگز اللہ ان کو نہ بخشے گا۔

رحمت عالم ﷺ نے فرمایا: اے عمر! اگر مجھے معلوم ہوجائے کہ ستّر مرتبہ سے زیادہ مغفرت کرنے سے خدا ان کو بخش دے گا تو مَیں ستّر مرتبہ سے بھی زیادہ ان کے لئے مغفرت کی دعا کروں گا۔

حضرت عمرؓ کہتے ہیں پھر نبی اکرمؐ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور قبر پر بھی تشریف لے گئے اور مجھ کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اپنی اس جرأت اور دلیری کرنے سے تعجب تھا (مراد ہے اس جرأت پر بعد میں مجھے شرمندگی ہوئی)۔

(سیرت النبیؐ کامل ابن ہشام جلد دوئم صفحہ 355)

ایک روایت ہے کہ نبی پاکؐ نے اپنا قمیص مبارک بھجوایا اور فرمایا اسے غسل دینے کے بعد میرے قمیص میں دفنایا جائے شاید اسی سے اس کی بخشش ہوجائے۔

❁......اب خاکسار واقعات کی روشنی میں اس گھناؤنے اعتراض کا جواب دے گا کہ نعوذ باللہ حضور نبی پاک ﷺ عورتوں کے دلدادہ تھے۔ آیئے اس اعتراض کے جواب سے پہلے عرب معاشرہ اور اسلام سے پہلے کے مذاہب میں شادیوں کے رواج سے متعلق جائزہ لیں۔

اسلام سے قبل عرب معاشرہ میں بیویاں کرنے کی کوئی حد بسط مقرر نہ تھی۔ عرب معاشرہ میں بدکاری

باقی صفحہ نمبر 10 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

خلافت کے ساتھ عبادت کا بڑا تعلق ہے

تمکنت حاصل کرنے اور نظام خلافت سے فیض پانے کے لئے سب سے پہلی شرط یہ ہے کہ نماز قائم کرو۔

ہر احمدی کو یہ بات اپنے ذہن میں اچھی طرح بٹھا لینی چاہئے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے اس انعام کا، جو خلافت کی صورت میں جاری ہے، فائدہ تب اٹھا سکیں گے جب اپنی نمازوں کی حفاظت کرنے والے ہوں گے۔

ہمیشہ یاد رکھیں کہ افراد جماعت اور خلیفۂ وقت کا دوطرفہ تعلق اس وقت زیادہ مضبوط ہوگا جب عبادتوں کی طرف توجہ رہے گی۔

دوسری بات نمازوں کے ساتھ مالی قربانی کی طرف توجہ ہے۔ خلافت کا نظام بھی اطاعت رسول کی ایک کڑی ہے۔ جماعت میں زکوٰۃ کا نظام رائج ہے اور جن پر زکوٰۃ فرض ہے ان کو ادا کرنی چاہئے۔

خلافت نبوّت کے سلسلہ کی ایک کڑی ہے، خلفاء کے مقرر کردہ چندے اور تحریکات اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے حکم کے مطابق ہیں اس لئے ان کی ادائیگی کی طرف توجہ ہونی چاہئے۔

سؤر کے گوشت کے پکانے یا بیچنے یا براہ راست اس کے کاروبار میں ملوّث لوگوں سے چندہ نہیں لیا جائے گا۔

افریقن ممالک میں نائجیریا میں جماعت کے ہر شعبہ میں ترقی نظر آ رہی ہے۔ اللہ کرے یہ پاک تبدیلی ان میں بڑھتی چلی جائے۔

دوسرے افریقن ممالک اور غریب ممالک کو بھی احمدیت کے اونچے معیاروں کی طرف توجہ کرنے کی تاکید۔

چوہدری حبیب اللہ صاحب سیال کی شہادت اور قریشی محمود الحسن صاحب کی وفات پر مرحومین کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز-فرمودہ 13/اپریل 2007ء بمطابق 13/شہادت 1386 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ-اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ-مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ-

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ-صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ-

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَاللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّ عَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ-الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ(الانفال:3-4)

اللہ تعالیٰ نے مومن کی یہ نشانی بتائی ہے کہ جب بھی خدا تعالیٰ کے حوالے سے ان کے سامنے کوئی بات رکھی جائے، کوئی نصیحت کی جائے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں۔ اس نصیحت کا ان پر اثر ہوتا ہے اور یہ نصیحت ان کے ایمان میں اضافے کا باعث بنتی ہے، بعض دفعہ ذاتی مصروفیات، ذاتی مسائل یا کئی دوسری وجوہات کی وجہ سے ایک مومن اللہ تعالیٰ کے دیئے گئے احکامات پر پوری طرح توجہ نہیں دے سکتا۔ انسانی فطری کمزوریاں غالب آ جاتی ہیں۔ بعض دفعہ شیطان سستیاں پیدا کر دیتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے وقتاً فوقتاً یاددہانی کرانے کا اور نصیحت کرنے کا ارشاد فرمایا ہے تا کہ جو حقیقی مومن ہے اس کو اپنی کمزوریوں کی طرف توجہ پیدا ہو۔ اگر حقیقی عذر ہیں تب بھی اللہ تعالیٰ کے حضور جھک کر اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے ہوئے ان کو دور کرنے کے لئے دعا کرے۔ اگر خودساختہ بہانے ہیں تو نصیحت اور یاددہانی اس کو جھنجوڑنے اور ہوشیار کرنے کے لئے کافی ہو جائے اور اُسے ہوشیار کرے کہ دیکھو جس رستے پہ تم چل رہے ہو یہ غلط راستہ ہے، شیطان کی گود میں گر رہے ہو، بعض حکموں پر عمل نہ کرنے کے لئے شیطان تمہیں بہکا رہا ہے تو یاد رکھو اصل پناہ گاہ خدا تعالیٰ کی ذات ہے اور تمہاری ضروریات کو پوری کرنے والی اور اپنے بندوں سے پیار کرنے والی بھی خدا تعالیٰ کے علاوہ کوئی اور ہستی نہیں ہے۔ پس ہر حالت میں، تنگی میں، آسائش میں، عسر میں، یسر میں، مجبوری میں یا سہولت میں اگر کسی پر توکل کیا جا سکتا ہے تو وہ خدا تعالیٰ کی ذات ہے۔ پس جب حقیقی مومن کو اس خدا کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے تو یہ بات اسے ایمان میں بڑھاتی ہے اور ظاہر ہے جب ایمان میں بڑھے گا، جب احساس پیدا ہوگا کہ اوہو! ہم دنیاوی مصروفیات اور خودساختہ مجبوریوں کی وجہ سے خدا تعالیٰ کی بجائے دنیاوی سہاروں پر توکل کرنے لگ گئے تھے تو پھر وہ اپنے حقیقی اور اصل سہارے کی طرف لوٹے گا اور تمام تر توکل اس واحد و یگانہ پر ہوگا جو ربّ ہے، رحمٰن ہے، رحیم ہے، اپنے بندوں کی ضروریات پوری کرتا ہے۔ ان کی دعاؤں کو سنتا ہے، مالک یوم الدین ہے، اپنے بندوں کے نیک اعمال کی جزا دیتا ہے، اپنی راہ میں کئے گئے ہر فعل اور ہر عمل کا بہترین بدلہ دیتا ہے۔ یہی ایک مومن کی نشانی ہوتی ہے۔

یہ آیات جو میں نے تلاوت کی ہیں، ان میں بھی اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ ایمان میں بڑھنے والوں

اور اللہ تعالیٰ پر توکل کرنے والوں کی دو بڑی واضح نشانیاں ہیں۔ ایک تو نماز قائم کرتے ہیں، دوسرے اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ مال میں سے اس کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ گویا یہ دو بنیادی چیزیں ہیں جو مومن کے ایمان اور توکل علی اللہ کو بڑھاتی ہیں۔

نمازوں کے ساتھ مالی قربانی کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اور بھی کئی جگہ بیان فرمایا ہے۔ قرآن کریم کی ابتدا میں، سورۃ بقرہ کے شروع میں ہر متقی کی یہ نشانی بتائی ہے کہ نماز قائم کرتا ہے اور اس مال میں سے جو خدا نے اسے دیا ہے اس کی راہ میں خرچ کرتا ہے۔ اس طرح جیسا کہ میں نے کہا بے شمار جگہ نمازوں اور مالی قربانی کو یکجا کیا گیا ہے تا کہ ایک مومن روح اور نفس کی پاکیزگی کے سامان پیدا کرے۔ ایک جگہ اس مضمون کو اس طرح بیان فرمایا ہے۔

قُلْ لِّعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَیُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِیَةً مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ یَوْمٌ لَّا بَیْعٌ فِیْهِ وَلَا خِلٰلٌ (ابراہیم:32)۔

تُو میرے ان بندوں سے کہہ دے جو ایمان لائے ہیں کہ وہ نماز کو قائم کریں اور جو کچھ ہم نے انہیں عطا کیا ہے اس میں سے مخفی طور پر بھی اور اعلانیہ طور پر بھی خرچ کریں، پیشتر اس کے کہ وہ دن آ جائے جس میں کوئی خرید و فروخت نہیں ہوگی اور نہ کوئی دوستی کام آئے گی۔

پس جو جزا سزا کے دن پر یقین رکھتے ہیں، جن کو اس بات کا مکمل فہم و ادراک ہے کہ اللہ تعالیٰ مالک یوم الدین ہے وہ یاد رکھیں کہ نمازیں اور خدا تعالیٰ کی راہ میں کی گئی قربانیاں ہی اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک انسان کی بچت کے سامان کرنے والی ہوں گی۔ اس کے علاوہ نہ کوئی تجارت کام آئے گی، نہ مال کا زیادہ ہونا کام آئے گا۔ نہ خدا تعالیٰ یہ پوچھے گا کہ کتنا بینک بیلنس چھوڑا ہے۔ نہ یہ پوچھے گا کہ تمہارے دوست کون کون سے بڑے لوگ تھے۔ نہ یہ دنیاوی دوستیاں کسی قسم کے بچت کے سامان کر سکتی ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر حقیقی مومن بننا ہے تو ان دو چیزوں کی طرف بہت توجہ دو۔ یہ نمازیں اور قربانیاں ظاہراً بھی ہوں اور چھپ کر بھی ہوں۔ چھپ کر کی گئی عبادتیں اور قربانیاں ایمان میں مزید مضبوطی کا باعث بنیں گی اور پہلے سے بڑھ کر خدا تعالیٰ کا پیار حاصل کرنے والی ہوں گی اور ظاہراً کی گئی قربانیاں، نہ اس لئے کہ بڑائی ظاہر ہو بلکہ اس لئے کہ دوسروں کو بھی تحریک ہو، یہ بھی خدا تعالیٰ کے فضل کو جذب کرنے والی ہوتی ہیں، کیونکہ یہ نیک نیتی سے کی گئی ہوتی ہیں۔ پس ہر احمدی کو جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مان کر اپنے آپ کو مومنین کی جماعت میں شامل سمجھتا ہے ان دو امور کی طرف خاص طور پر بہت توجہ دینی چاہئے۔ پہلی چیز نماز کا اہتمام، باقاعدگی سے ادائیگی ہے۔ حتی الوسع باجماعت نماز ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ پھر ان نمازوں کو نوافل کے ساتھ سجایا بھی جائے۔

آنحضرت ﷺ سے ایک روایت ہے آپؐ نے فرمایا کہ بَیْنَ الْکُفْرِ وَالْاِیْمَانِ تَرْکُ الصَّلٰوۃِ۔ (ترمذی کتاب الایمان باما جاء فی ترک الصلوٰۃ) کہ کفر اور صلوٰۃ کے درمیان فرق کرنے والی چیز ترک نماز ہے۔ پس اس بات کو معمولی نہیں سمجھنا چاہئے۔ صرف اتنا نہیں کہ تارک نماز، نماز کو چھوڑنے والا یا نمازوں میں کمزوری دکھانے والا، کمزور ایمان والا ہے۔ بلکہ آپؐ نے فرمایا کہ کفر اور ایمان میں فرق کرنے والی چیز ترک نماز ہے۔ پھر اس بات کا صحابہ کو اس قدر خیال تھا کیونکہ آنحضرت ﷺ نے اپنے صحابہ میں یہ بات راسخ فرما دی تھی، ان کو اس بات پر بڑا پکا کر دیا تھا۔ اور ان کو اللہ تعالیٰ کے اس حکم کا اس درجہ احساس دلا دیا تھا کہ روایت میں آتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن شقیق عُقیلی روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے صحابہؓ نماز کے علاوہ کسی عمل کو بھی ترک کرنا کفر نہ سمجھتے تھے۔

(ترمذی ابواب الایمان باب ما جاء فی ترک الصلوٰۃ)

پھر ایک روایت میں آتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا، کون سا عمل اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہے؟ آپؐ نے فرمایا: وقت پر نماز پڑھنا۔ میں نے عرض کی اس کے بعد کون سا؟ آپؐ نے فرمایا: ماں باپ سے نیک سلوک کرنا۔ پھر میں نے عرض کی کہ اس کے بعد کون سا؟ آپؐ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنا۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے دین کی اشاعت کے لئے پوری پوری کوشش کرنا۔ (بخاری کتاب الجہاد باب فضل الجہاد و السیر)

پھر ایک روایت میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن سب سے پہلے جس چیز کا بندوں سے حساب لیا جائے گا وہ نماز ہے۔ اگر یہ حساب ٹھیک رہا تو وہ کامیاب ہو گیا اور اس نے نجات پائی۔ اگر یہ حساب خراب ہوا تو وہ ناکام ہو گیا اور گھاٹے میں رہا۔ اگر اس کے فرضوں میں کوئی کمی ہوئی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا دیکھو میرے بندے کے کچھ نوافل بھی ہیں؟ اگر نوافل ہوئے تو فرضوں کی کمی نوافل کے ذریعہ پوری کر دی جائے گی۔ اسی طرح اس کے باقی اعمال کا معائنہ ہوگا اور ان کا جائزہ لیا جائے گا۔ (ترمذی ابواب الصلوٰۃ باب ان اوّل مایحاسب بہ العبد)

پس یہ جو اللہ تعالیٰ نے سِرًّا ابھی عبادت اور قربانی کی طرف توجہ دلائی ہے یہ نوافل ہی ہیں۔ بعض دفعہ بعض مصروفیات کی وجہ سے نمازیں آگے پیچھے ہو جاتی ہیں یا پورے خشوع سے ادا نہیں کی جا سکتیں تو فرمایا کہ نوافل کی ادائیگی کرو وہ اس کمی کو پوری کر دے گی۔

نماز باجماعت کے ضمن میں ہی ایک اہم بات یہ ہے کہ مسجد میں آ کے ہم نماز پڑھتے ہیں تو مسجد کے کچھ آداب ہیں جسے ہر مسجد میں آنے والے کو یاد رکھنا چاہئے۔ نماز باجماعت جب کھڑی ہوتی ہے تو آداب میں سے ایک بنیادی چیز صفوں کو سیدھا رکھنا ہے اور اس کو آنحضرت ﷺ نے بڑی اہمیت دی ہے کیونکہ اس سے ایک وحدت کی شکل پیدا ہوتی ہے۔

حضرت ابومسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں آنحضرت ﷺ نمازوں کی صفوں کو سیدھا کرنے کے لئے ہمارے کندھوں پر ہاتھ رکھتے اور فرماتے صفیں سیدھی بناؤ اور آگے پیچھے نہ ہو ورنہ تمہارے دلوں میں اختلاف بھر جائے گا۔ میرے قریب زیادہ علم والے سمجھدار لوگ کھڑے ہوں پھر وہ لوگ جو رتبے میں ان سے قریب ہوں۔ پھر وہ لوگ جو ان سے قریب ہوں۔ (مسلم کتاب الصلوٰۃ باب لتسویۃ الصفوف) تو صفیں سیدھی کرنے کی بڑی اہمیت ہے۔ آپس میں تعلقات کے لئے بھی اور ایک ہو کر اللہ تعالیٰ کے حضور جھکنے کے لئے بھی۔

صفیں سیدھی کرنے کے ضمن میں یہاں میں آج عورتوں کو بھی توجہ دلانا چاہتا ہوں، یہ عمومی شکایت عورتوں کی طرف سے آتی ہے، یہاں بھی اور مختلف ممالک میں جب بھی میں دورے پر جاؤں عموماً عورتیں جمعہ پر اور جمعہ کے علاوہ بھی مسجد میں بعض دفعہ نماز پڑھنے آ جاتی ہیں۔ لیکن شکایت یہ ہوتی ہے کہ عورتیں صفیں سیدھی نہیں رکھتیں اور لجنہ کی انتظامیہ بھی اس طرف کوئی توجہ نہیں دیتی۔ بلکہ بعض دفعہ دیکھنے میں آیا ہے کہ عہدیداران خود بھی ٹیڑھی میڑھی صفوں میں کھڑی ہوتی ہیں، بیچ میں فاصلہ ہوتا ہے، خاص طور پر جلسے کے دنوں میں یا کسی مارکی وغیرہ میں اگر صفیں بن رہی ہوں۔ بلکہ بعض دفعہ جب یہاں ہال میں عورتیں نمازیں پڑھتی ہیں تو یہاں بھی اب عموماً یہ شکایت ہوتی ہے کہ بعض بیمار اور بڑی عمر کی عورتیں کرسیاں صفوں کے بیچ میں رکھ کر بیٹھ جاتی ہیں۔ کرسی پر بیٹھنے والیاں جن کو مجبوری ہے وہ یا تو ایک طرف کرسی رکھا کریں یا جس طرح یہاں انتظام ہے کہ پیچھے کرسیاں رکھی جاتی ہیں۔ کیونکہ جیسا کہ ہم نے دیکھا کہ نماز کے آداب میں سے صفوں کو سیدھا رکھنا انتہائی ضروری چیز ہے اور آنحضرت ﷺ اس بات کا بڑا اہتمام فرماتے تھے۔

پھر یہ بھی یاد رکھیں کہ خطبہ جمعہ بھی نماز کا حصہ ہے۔ بعض عورتیں اور بچیاں جو شاید سکولوں میں چھٹیوں کی وجہ سے آجکل مسجد میں آ جاتی ہیں لگتا ہے کہ وہ نماز کی بجائے اس نیت سے اس میں آتی ہیں کہ سہیلیوں اور دوستوں سے ملاقات ہو جائے گی اور یہ جو مَیں نے کہا ہے کہ ملاقات ہو جائے گی تو وہ اس غرض سے اس میں آتی ہیں۔ یہ مَیں بدظنی نہیں کر رہا بلکہ بعضوں کے عمل اس بات کا ثبوت ہیں۔ مثلاً گزشتہ جمعہ کی یہاں کی رپورٹ مجھے ملی کہ بعض بچیاں خطبہ کے دوران اپنے اپنے موبائل پر یا تو ٹیکسٹ میسیجز (Text Messages) بھیج رہی تھیں اور یا باتیں کر رہی تھیں اور اس طرح دوسروں کا خطبہ جمعہ بھی خراب کر رہی تھیں جو وہ سن نہیں سکیں۔ یہی شکایت بعض چھوٹے بچوں کے بارے میں آتی ہے۔ آجکل ہر ایک کو ماں باپ نے موبائل پکڑا دیئے ہیں۔ حکم تو یہ ہے کہ اگر خطبہ کے دوران کوئی بات کرے اور اسے روکنا ہو تو ہاتھ کے اشارے سے روکو کیونکہ خطبہ بھی نماز کا حصہ ہے۔ یہ بظاہر چھوٹی باتیں ہیں لیکن بڑی اہمیت کی حامل ہیں اس لئے ان کا خیال رکھنا چاہئے۔ اگر کسی نے اتنی ضروری پیغام رسانی کرنی ہے یا فون کرنا ہے کہ جمعہ کے تقدس کا بھی احساس نہیں اور مسجد کے تقدس کا بھی احساس نہیں تو پھر گھر بیٹھنا چاہئے، دوسروں کو ڈسٹرب نہیں کرنا چاہئے۔ عورتوں کو گھر میں نماز پڑھنا اس بات سے زیادہ بہتر ہے کہ مسجد آ کر دوسروں کی نمازیں خراب کی جائیں۔ نماز باجماعت کا اصل مقصد دلوں کی کجی دور کرنا اور آپس میں محبت پیدا کرنا ہے، اللہ تعالیٰ کے سامنے ایک ہو کر جھکنا ہے تا کہ ایک ہو کر واحد خدا کے فضلوں کو جذب کرنے والے ہوں، نہ کہ دلوں میں نفرتیں بڑھیں اور دوسروں کی تکلیف کا باعث بنیں۔ پس یاد رکھیں جہاں ایک مومن کے لئے نماز کا قیام انتہائی اہم ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے والا ہے وہاں مسجد کا تقدس بھی بڑا اہم ہے۔

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

نمازوں کے حوالے سے ہی میں ایک اور بات کہنا چاہتا ہوں ہمیشہ یاد رکھیں کہ خلافت کے ساتھ عبادت کا بڑا تعلق ہے۔ اور عبادت کیا ہے؟ نماز ہی ہے۔ جہاں مومنوں سے دلوں کی تسکین اور خلافت کا وعدہ ہے وہاں ساتھ ہی اگلی آیت میں اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ کا بھی حکم ہے۔ پس تمکنت حاصل کرنے اور نظام خلافت سے فیض پانے کے لئے سب سے پہلی شرط یہ ہے کہ نماز قائم کرو، کیونکہ عبادت اور نماز ہی ہے جو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے والی ہوگی۔ ورنہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے اس انعام کے بعد اگر تم میرے شکر گزار بنتے ہوئے میری عبادت کی طرف توجہ نہیں دو گے تو نافرمانوں میں سے ہو گے۔ پھر شکر گزاری نہیں ناشکر گزاری ہوگی اور نافرمانوں کے لئے خلافت کا وعدہ نہیں ہے بلکہ مومنوں کے لئے ہے۔

پس یہ انتباہ ہے ہر اس شخص کے لئے جو اپنی نمازوں کی طرف توجہ نہیں دیتا کہ نظام خلافت کے فیض تم تک نہیں پہنچیں گے۔ اگر نظام خلافت سے فیض پانا ہے تو اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی تعمیل کرو کہ یَعْبُدُوْنَنِیْ یعنی میری عبادت کرو۔ اس پر عمل کرنا ہوگا۔ پس ہر احمدی کو یہ بات اپنے ذہن میں اچھی طرح بٹھا لینی چاہئے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے اس انعام کا، جو خلافت کی صورت میں جاری ہے، فائدہ تب اٹھا سکیں گے جب اپنی نمازوں کی حفاظت کرنے والے ہوں گے۔

گزشتہ دنوں پاکستان سے آنے والے کسی شخص نے مجھے لکھا کہ میں ربوہ گیا تھا وہاں فجر اور عشاء پر مسجدوں میں حاضری بہت کم تھی۔ یہ وہاں والوں کے لئے لمحہ فکریہ بھی ہے۔ ربوہ تو ایک نمونہ ہے اور گزشتہ چند سالوں سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس طرف بہت توجہ ہوگئی تھی۔ آنے جانے والوں کی بھی بڑی رپورٹس آتی تھیں کہ ربوہ میں مسجدوں کی حاضری بڑھ گئی ہے بلکہ بازاروں میں بھی کاروبار کے اوقات میں دکانیں بند کرکے نمازیں ہوا کرتی تھیں۔ گو کہ مجھے اس شخص کی بات پر اتنا یقین تو نہیں آیا۔ میں تو ربوہ کے بارے میں حسن ظن ہی رکھتا ہوں لیکن اگر اس میں سستی پیدا ہو رہی ہے تو وہاں کے رہنے والوں کو اس طرف خود توجہ کرنی چاہئے۔ ایک کوشش جو آپ نے کی تھی، نیکیوں کو اختیار کرنے کا جو ایک قدم بڑھایا تھا وہ قدم اب آگے بڑھتا چلا جانا چاہئے۔ اللہ کرے کہ میرا حسن ظن ہمیشہ قائم رہے۔

اسی طرح عمومی طور پر پاکستان میں بھی اور دنیا کی ہر جماعت میں جہاں جہاں بھی احمدی آباد ہیں، نمازوں کے قیام کی خاص طور پر کوشش کریں۔ ہمیشہ یاد رکھیں کہ افراد جماعت اور خلیفۂ وقت کا دوطرفہ تعلق اُس وقت زیادہ مضبوط ہوگا جب عبادتوں کی طرف توجہ رہے گی۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو پاک نمونے پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نمازوں کی اہمیت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ: ’’نماز سے بڑھ کر اور کوئی وظیفہ نہیں ہے۔ کیونکہ اس میں حمد الٰہی ہے، استغفار ہے اور درود شریف۔ تمام وظائف اور اوراد کا مجموعہ‘‘ یعنی تمام قسم کے ورد اسی میں ہیں ’’یہی نماز ہے۔ اور اس سے ہر ایک قسم کے غم و ہم دور ہوتے ہیں اور مشکلات حل ہوتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کو اگر ذرا بھی غم پہنچتا تو آپ نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے اور اسی لئے فرمایا ہے اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ (الرعد:29)۔ اطمینان، سکینت قلب کے لئے نماز سے بڑھ کر اور کوئی ذریعہ نہیں۔ لوگوں نے قسم قسم کے ورد اور وظیفے اپنی طرف سے بنا کر لوگوں کو گمراہی میں ڈال رکھا ہے اور ایک نئی شریعت آنحضرت ﷺ کی شریعت کے مقابل پر بنا دی ہوئی ہے۔ مجھ پر تو یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ میں نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے مگر میں دیکھتا ہوں اور حیرت سے دیکھتا ہوں کہ انہوں نے خود شریعت بنائی ہے اور نبی بنے ہوئے ہیں اور دنیا کو گمراہ کر رہے ہیں۔ ان وظائف اور اوراد میں دنیا کو ایسا ڈالا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی شریعت اور احکام کو بھی چھوڑ بیٹھے ہیں۔ بعض لوگ دیکھے جاتے ہیں کہ اپنے معمول اور اوراد میں ایسے منہمک ہوتے ہیں کہ نمازوں کا بھی لحاظ نہیں رکھتے۔ میں نے مولوی صاحب سے سنا ہے (حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح الاول کے بارے میں فرماتے ہیں کہ میں نے ان سے سنا ہے) کہ بعض گدی نشین شاکت مت والوں کے منتر اپنے وظیفوں میں پڑھتے ہیں۔ میرے نزدیک سب وظیفوں سے بہتر وظیفہ نماز ہی ہے۔ نماز ہی کو سنوار سنوار کر پڑھنا چاہئے اور سمجھ سمجھ کر پڑھو اور مسنون دعاؤں کے بعد اپنے لئے اپنی زبان میں بھی دعائیں کرو اس سے تمہیں اطمینان قلب حاصل ہوگا اور سب مشکلات خدا تعالیٰ چاہے گا تو اسی سے حل ہو جائیں گی۔ نماز یاد الٰہی کا ذریعہ ہے اسی لئے فرمایا ہے اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ۔‘‘

(الحکم جلد 7 نمبر 20 مورخہ 31/ مئی 1903ء صفحہ 9)

دوسری بات جیسا کہ میں نے پہلے ذکر کیا ہے نمازوں کے ساتھ مالی قربانیوں کی طرف توجہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے عموماً احمدی مالی قربانی کی طرف توجہ دیتے ہیں۔ لیکن اس میں بھی یہ بات دیکھنے میں آئی ہے کہ جو قربانیاں کرنے والے ہیں بار بار ہر مالی قربانی میں وہی لوگ حصہ ڈالتے چلے جاتے ہیں۔ لیکن ایک طبقہ جن کی کشائش بہت زیادہ ہے، جن کی استطاعت زیادہ ہے، وہ اس کے مطابق اپنے چندوں کی ادائیگی نہیں کرتے۔ میں نے نماز کے سلسلے میں ذکر کیا تھا کہ جہاں اللہ تعالیٰ خلافت کے ذریعہ تمکنت عطا کرنے کا وعدہ فرماتا ہے، وہاں اسے اپنی عبادت سے مشروط کرتا ہے اور اگلی آیت میں عبادت کی وضاحت کی کہ نماز کو قائم کرنے والے لوگ ہوں گے۔ لیکن جہاں یہ ذکر ہے کہ نماز کو قائم کرنے والے ہوں گے وہ صرف نماز کے بارے میں ہی نہیں فرمایا، بلکہ ساتھ ہی فرمایا کہ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ کہ زکوٰۃ ادا کرو۔ زکوٰۃ اور مالی قربانی بھی استحکام خلافت اور تمہارے اس انعام پانے کا ذریعہ ہے۔ اور پھر آگے فرمایا وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ اور رسول کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔ ہم احمدی خوش قسمت ہیں کہ رسول ﷺ کی اطاعت کرتے ہوئے اس کے مسیح و مہدی کو مانا جس کے ساتھ آنحضرت ﷺ نے خلافت کی دائمی خوشخبری فرمائی تھی۔

پس خلافت کا نظام بھی اطاعت رسول کی ایک کڑی ہے اور اس دور میں اگر دین کی ضروریات کے لئے مالی تحریکات کی جاتی ہیں جو اگر زکوٰۃ سے پوری نہ ہو سکیں تو یہ عین اللہ اور رسول کی منشاء کے مطابق ہے۔ خود رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں زکوٰۃ سے بڑھ کر جو اخراجات ہوتے تھے ان کے لئے چندہ لیا جاتا تھا۔ یہ ٹھیک ہے کہ زکوٰۃ کی اپنی ایک اہمیت ہے۔ قرآن کریم میں اس کا ذکر آتا ہے۔ لیکن ساتھ ہی بہت سی ضروریات کے لئے مالی قربانی کا بھی ذکر آتا ہے۔ اس لئے ایک تو میں یہ واضح کرنا چاہتا تھا کہ جماعت میں بعض لوگوں کا خیال ہے کہ زکوٰۃ کا نظام رائج نہیں اور ہم اس طرف توجہ نہیں دیتے۔ جماعت میں زکوٰۃ کا نظام رائج ہے اور جن پر زکوٰۃ فرض ہے ان کو ادا کرنی چاہئے۔ بعض منافق طبع یا کمزور لوگ یا لاعلم کہنا چاہئے، بعض دفعہ ایسے بھی ہوتے ہیں جو بعض ذہنوں میں یہ سوال ڈالتے ہیں اور نئے شامل ہونے والے احمدی اس سے بعض دفعہ ٹھوکر بھی کھاتے ہیں کہ جماعت چندے کے اسلامی طریق کو رائج کرنے کی بجائے اپنا نظام چلاتی ہے۔ ایک تو زکوٰۃ ہر ایک پر فرض نہیں ہے، اس کی کچھ شرائط ہیں جن کے ساتھ یہ فرض ہے اور دوسرے اس کی شرح اتنی کم ہے کہ آجکل کی ضروریات یہ پوری نہیں کر سکتی۔ اور جیسا کہ میں نے کہا کہ آنحضرت ﷺ کے زمانے میں بھی زائد ضروریات کو پورا کرنے کے لئے، زکوٰۃ کے علاوہ زائد چندے لئے جاتے تھے۔ زکوٰۃ کی اہمیت اور فرضیت سے کسی کو انکار نہیں۔ اس لئے جن پر زکوٰۃ فرض ہے، ان کو میں توجہ دلاتا ہوں کہ زکوٰۃ دینی لازمی ہے وہ ضرور دیا کریں اور خاص طور پر عورتوں پر تو یہ فرض ہے جو زیور بنا کر رکھتی ہیں۔ سونے پر زکوٰۃ فرض ہے۔ دوسرے جیسا کہ میں نے کہا کہ خلافت نبوت کے سلسلے کی ایک کڑی ہے اور اس زمانے میں خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کی پیشگوئی ہے۔ اس لئے خلفاء کے مقرر کردہ چندے اور تحریکات اللہ تعالیٰ اور رسول کے حکم کے مطابق ہیں اس لئے ان کی ادائیگی کی طرف توجہ ہونی چاہئے۔ بعض لوگوں کو شرح پر اعتراض ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں شرح نہیں تھی، بعد میں مقرر کی گئی تو ضرورت کے مطابق مقرر کی گئی۔

پس خلافت کے ساتھ وابستہ ہو کر جہاں قیام نماز ہوگا، زکوٰۃ کی ادائیگی ہوگی، نمونے ہوں گے جس سے دین کی تمکنت قائم ہو، وہاں اللہ اور رسول کے حکموں پر عمل کر کے ایک مومن اللہ تعالیٰ کے رحم کا وارث بھی بن رہا ہوگا۔ ان دنوں میں بعض جماعتوں کو اپنے چندہ عام کے بجٹ پورے کرنے کی فکر ہوتی ہے۔ جس کی وجہ سے وہ پریشانی کا اظہار کرتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا جماعت پر ہمیشہ فضل رہا ہے اور افراد جماعت کو قربانی کے جذبے سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ توفیق ملتی رہی ہے کہ وہ اپنی اس ذمہ داری کو احسن رنگ میں پورا کرنے والے بنے رہے اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے احباب جماعت نے اپنی ذمہ داری کو احسن رنگ میں پورا کرتے ہوئے عہدیداران کی پریشانیوں کو غلط ثابت کیا ہے۔ اس سال بھی انشاء اللہ تعالیٰ ایسا ہی ہو گا۔ اس کی تو مجھے فکر نہیں ہے لیکن جیسا کہ میں نے ذکر کیا ہے کہ ایک طبقہ ایسا ہے جو اپنے اس فرض کی طرف صحیح طور پر توجہ نہیں دیتا۔ وہ سمجھتے ہیں کہ پوری شرح سے چندہ دینے سے ان کی آمد میں کمی آ جائے گی۔ یہ خدا تعالیٰ پر بدظنی ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تمہارا ایمان مضبوط ہے اور تقویٰ کی راہوں پر چلنے والے ہو اور عبادت کی طرف توجہ دینے والے ہو تو اللہ تعالیٰ پر یہ بدظنی نہ کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی تمہارے لئے رزق کی راہیں کھولنے والا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بارے میں فرماتے ہیں کہ: ’’جو خدا کے آگے تقویٰ اختیار

DEAN MANSON SOLICITORS

We specialise in Immigration & Nationality law; Commercial, Media & Entertainment, Conveyancing, Employment, Family & Ancillary Proceedings, Criminal & Civil Litigation

CONTACT

MUZAFFAR MANSOOR & EJAZ BAIG

243-245 MITCHIM ROAD-TOOTING, LONDON SW17 9JQ

TEL: 020 8767 5000 — FAX: 020 8767 0456

EMAIL: info@dmansonsolicitors.com

کرتا ہے،خدااس کے لئے ہرایک تنگی اور تکلیف سے نکلنے کی راہ بتا دیتا ہے اور فرمایاوَیَـرْزُقْـهُ مِنْ حَيْـثُ لَايَـحْتَسِبْ وہ متقی کوایسی راہ سے رزق دیتا ہے جہاں سے رزق آنے کا خیال وگمان بھی نہیں ہوتا۔ یہ اللہ تعالیٰ کے وعدے ہیں، وعدوں کوسچا کرنے میں خدا سے بڑھ کر کون ہے۔ پس خدا پر ایمان لاؤ، خدا سے ڈرنے والے ہرگز ضائع نہیں ہوتے۔ يَـجْـعَـلْ لَهُ مَخْرَجًاایک وسیع بشارت ہے،تم تقویٰ اختیار کرو خدا تمہارا کفیل ہوگا۔اس کا جو وعدہ ہے وہ سب پورا کر دے گا''۔

(تفسیر حضرت مسیح موعودعلیہ السلام تفسیر سورۃالطلاق جلد چہارم صفحہ402)

بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ ہم جو کام کر رہے ہیں وہ جائز ہیں یا نا جائز ہیں،ان کو چھوڑ نا بڑا مشکل ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کو رازق نہیں سمجھتے۔ کچھ عرصہ ہوا میں نے کہا تھا کہ جولوگ سؤر کے گوشت پکانے یا بیچنے یا براہ راست اس کے کاروبار میں ملوث ہیں،اس سے منسلک ہیں،وہ یہ کام نہ کریں یا اگر کرنا ہے تو پھر ایسے لوگوں سے چندہ نہیں لیا جائے گا۔جس پر جرمنی کی جماعت نے ماشاء اللہ بڑی سختی سے عمل کیا ہے۔ باقی جگہ دوسرے ملکوں میں بھی یہ ہونا چاہئے۔لیکن مجھے بعض لوگوں نے جوایسی جگہوں پر کام کرتے تھےلکھا کہ ہماری تو روزی ماری جائے گی، یہ ہو جائے گا اور وہ ہو جائے گا۔تو میں نے کہا جو بھی ہوگا اگر براہ راست اس کام میں ملوث ہو تو پھر تم سے چندہ نہیں لیا جائے گا۔تم نے یہ روزی کھانی ہے تو کھاؤ، اللہ کے مال میں اس کا حصہ نہیں ڈالا جائے گا۔ اگر تمہاری اضطراری کیفیت ہے تو اپنے پر لاگو کرلو، اس کو استعمال کرلولیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت پرکوئی ایسی اضطراری کیفیت نہیں ہے۔ اللہ جماعت کی ضروریات کو پوری کرتا ہے اور ہمیشہ کرتا چلا جائے گا۔حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ میں انشاءاللہ کمی نہیں آنے دوں گا۔حسب ضرورت انشاءاللہ جس طرح ضرورت ہوتی ہے اللہ پوری فرماتا ہے تو جماعت کوبھی میری اس بات سے بڑی فکرتھی کہ بہت سارے لوگوں سے اس طرح چندہ لینا بند ہو جائے گا۔ لیکن اب مجھے سیکرٹری صاحب مال نے وہاں سے لکھا ہے کہ اس دفعہ جو بجٹ آئے ہیں وہ اتنے اضافے کے ساتھ آئے ہیں کہ وہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے، پہلے کبھی اتنا اضافہ ہوا ہی نہیں۔تو یہ ہے اللہ تعالیٰ کا وعدہ کہ وَيَـرْزُقْـهُ مِنْ حَيْثُ لَايَحْتَسِب۔پس اللہ تعالیٰ دے گا اور وہم وگمان سے بڑھ کر دے گا اور دیتا ہےلیکن تقویٰ پر قائم رہنے کی ضرورت ہے۔عمومی طور پر دنیا میں ہرجگہ چندہ عام میں اضافہ ہو رہا ہے اور یہی مدّ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کے اخراجات پورے کرنے کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔

لیکن افریقن ممالک کو میں توجہ دلانی چاہتا ہوں کہ ان میں جس طرح اس طرف توجہ پیدا ہونی چاہئےتھی،توجہ پیدا نہیں ہورہی۔افریقن ممالک میں نائیجیریا میں جماعت کے ہرشعبہ میں ترقی نظرآ رہی ہے اور اسی طرح چندوں میں بھی ہے، مجھے امید ہے کہ چندہ عام کی طرف بھی ان کی توجہ ہوگی کیونکہ باقی تحریکات میں بہت زیادہ ہے۔نائیجیریا میں عمومی طور پرملکی ترقی میں انحطاط ہے، باوجود ان کے وسائل ہونے کے،ان کے پاس تیل کی دولت ہونے کے، کرپشن اتنی زیادہ ہے کہ وہاں ترقی نہیں ہورہی بلکہ ملک گرتا چلا جا رہا ہے۔لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہی لوگ جو جماعت میں شامل ہوئے ہیں ان کے مزاج بالکل بدل گئے ہیں۔ اللہ کرے یہ پاک تبدیلی ان میں بڑھتی چلی جائے اور دوسرے افریقن اور غریب ممالک کے احمدی بھی، احمدیت کے اونچے معیاروں کی طرف توجہ کرنے والے ہوں، اپنی مالی قربانیوں کی طرف توجہ کرنے والے ہوں اور یہ احساس ان میں پیدا ہو کہ ہم نے اپنے نفس کی پاکیزگی کے لئے یہ مالی قربانیاں کرنی ہیں۔ حُبُ الْوَطَنِ مِنَ الاِيْمَانِ،وطن کی محبت بھی ایمان کا حصہ ہے اس پرعمل کرتے ہوئے ہر احمدی کو اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرتے ہوئے، روحانیت میں بڑھتے چلے جانے کی کوشش کرنی چاہئے اور اعلیٰ اخلاق میں بڑھنے کی کوشش کرنی چاہئے،قربانیوں میں ترقی کرتے چلے جانے کی کوشش کرنی چاہئے۔امیر ملکوں کے احمدی بھی اور غریب ملکوں کے احمدی بھی، اس بات پرعمل کرتے ہوئے کہ وطن کی محبت ایمان کا حصہ ہے جہاں اپنے ہم وطنوں کے لئے دعائیں کریں، وہاں یہ کوشش بھی کریں کہ ان میں بھی اخلاقی اور روحانی تبدیلیاں پیدا کرنے والے ہوں تا کہ اپنے اپنے ملکوں میں ایک انقلاب لاسکیں۔ پس ہر احمدی اس بات کی طرف خاص توجہ کرے کہ اس نے اپنی نمازوں کی بھی حفاظت کرنی ہے، اپنی عبادتوں اور قربانیوں کے معیار کو بھی بلند کرنا ہے،تبھی دنیا میں حقیقی انقلاب لانے والے بن سکیں گے اور اپنے آپ کو بھی اس معیار پر لانے والے بن سکیں گے جس پر اللہ تعالیٰ ہمیں لانا چاہتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں یہ معیار حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ ثانیہ میں فرمایا:۔

ایک افسوسناک اطلاع ہے کہ جماعت کے ایک بزرگ مکرم چوہدری حبیب اللہ صاحب سیال جن کی عمر80 سال تھی، اپنی زمینوں پر، ڈیرہ پر رہا کرتے تھے۔ان کو8/اپریل کی صبح چند نامعلوم افراد نے شہید کر دیا۔اِنّا لِلّٰهِ وَاِنَّااِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ ان کا گھر نماز سنٹر تھا۔وہیں ظہر وعصر اور مغرب کی نماز ہوتی تھی۔رات کے کسی وقت چند افراد نے ان کے گھر جا کر ان پر وار کیا، بلکہ پوسٹ مارٹم کی رپورٹ کے مطابق پہلے ان کو باندھا گیا، ٹانگیں باندھیں، ان کے ہاتھ پیچھے باندھے ہوئے تھے،تکیہ دبا کر ان کا سانس روکا گیا اس سے ان کی شہادت ہوئی۔اس کے بعد چھری کا وار بھی کیا گیا۔خون نکلا ہوا تھا۔ بہرحال اگلے دن ان کی بہو جب گئیں تب پتہ لگا کہ اندر ان کی نعش پڑی تھی۔ انہوں نے احمدیوں کو اطلاع دی، پولیس کو اطلاع دی گئی تو بہرحال پتہ لگ رہا ہے کہ قریب کے کچھ ایسے شر پسند لوگ ہیں جو احمدیوں کے مخالف تھے، انہوں نے ان کو شہید کیا تھا۔اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے اور ملک کے لوگوں کو بلکہ حکومت کو بھی عقل دے کہ جہاں ایسے قانون چل رہے ہیں جس میں کوئی انصاف نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ ان کو وہاں کے احمدیوں کے حقوق کی بھی، جو اِن کے شہری ہیں، حفاظت کرنے کی توفیق عطا کرے ورنہ اللہ تعالیٰ بھی ایک حد تک ڈھیل دیتا ہے۔

دوسری افسوسناک اطلاع ہے مکرم قریشی محمود الحسن صاحب لمبے عرصے تک نائب امیر جماعت سرگودھا رہے ہیں ان کی عمر92 سال تھی۔ یہ گزشتہ دنوں فوت ہوگئے۔اِنّـا لِلّٰـهِ وَاِنّـَااِلَيْـهِ رَاجِعُوْنَ۔ انہوں نے بھی کافی لمبا عرصہ مختلف عہدوں پر جماعت کی خدمت کی۔ سرگودھا میں رہے۔حضرت مرزا عبدالحق صاحب کے ساتھ انہوں نے کافی لمبا کام کیا ہے۔موصی تھے اور بہشتی مقبرہ میں ان کی تدفین ہوئی ہے۔اللہ تعالیٰ ان کے پسماندگان کو اور اسی طرح سیال صاحب کے پسماندگان کو صبر کی توفیق عطا فرمائے۔ ابھی نماز جمعہ کے بعد انشاءاللہ میں ہر دو کی نماز جنازہ غائب پڑھاؤں گا۔

کمپالا (یوگنڈا) میں

جلسہ یوم مسیح موعود علیہ السلام کا بابرکت انعقاد

(رپورٹ :رفیع احمد۔ مبلغ سلسلہ یوگنڈا)

مورخہ 25/مارچ2007ءکواللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ یوگنڈا نے اپنے نیشنل ہیڈکوارٹر کمپالا کی مرکزی مسجد میں جلسہ یوم مسیح موعود علیہ السلام کا انعقاد کیا۔

مورخہ 23/مارچ کوخطبہ جمعہ میں مکرم عنایت اللہ صاحب زاہد امیر و مبلغ انچارج یوگنڈا نے اس مبارک اورتاریخی دن کے حوالہ سے اس کا تاریخی پس منظر تاریخ احمدیت کی روشنی میں بیان کیا۔ نیز25/مارچ کو دس بجے جلسہ کے انعقاد کا اعلان بھی کیا۔

اتوار25/مارچ تمام احباب وقت مقررہ سے قبل ہی مسجد پہنچنا شروع ہوگئے۔ ہرایک نے صاف ستھرالباس پہنا ہوا تھا۔

جلسہ کا باقاعدہ آغاز گیارہ بجے مکرم امیر صاحب کی صدارت میں ہوا۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد بچوں نے خوبصورت انداز میں نظمیں پڑھیں اور مکرم رفیع احمد صاحب مبلغ سلسلہ اور مکرم آدم حمید صاحب نیشنل سیکرٹری وقف نو نے اس بابرکت دن کے حوالہ سے مختلف موضوعات پر تقریریں کیں۔

آخر پر مکرم امیر صاحب نے صداقت حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام ازروئے قرآن مجید کے موضوع پر ایک گھنٹہ تک تقریر کی۔اس کے بعد ایک گھنٹہ تک سوال وجواب کی مجلس ہوئی۔ سارا پروگرام قریباً تین گھنٹے تک جاری رہا۔اورظہر وعصر کی نمازیں جمع کرکے ادا کی گئیں۔

اس کے بعد تمام حاضرین کو دوپہر کا کھانا پیش کیا گیا۔مسجد میں ایم ٹی اے دیکھنے کا انتظام کر دیا گیا تھا۔ احباب نے ذوق وشوق سے ایم ٹی اے دیکھا۔ اس دن ہائی سکول کی گراؤنڈ میں فٹ بال کھیلا گیا۔

مجلس انصاراللہ (UK) ایسٹ ریجن کے تحت

امن کانفرنس کا بابرکت انعقاد

(عبدالمنان طاهر۔ مبلغ سلسلہ)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجلس انصاراللہ (UK) ایسٹرن ریجن (لندن) نے مورخہ 11/مارچ کو بارکنگ کمیونٹی ہال میں ایک Peace کانفرنس منعقد کی۔کانفرنس کا مرکزی مضمون:

"Islam- the religion of Peace" تھا۔

اس تقریب میں خصوصیت سے غیر مسلم مہمان مدعو تھے۔کل33 مہمان شامل ہوئے جن میں سے اکثر انگریز تھے۔

تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم اور اس کے انگریزی ترجمہ سے ہوا۔ اس کے بعد مکرم ولید احمد صاحب نائب صدر مجلس انصاراللہ (UK) نے جماعت کا تعارف کروایا اور قیام امن کے لئے جماعتی کوششوں کا مختصر ذکر کیا۔

اس کے بعد تقریب کے مہمان خصوصی مکرم مولانا عطاء المجیب صاحب راشد، امام مسجد فضل لندن نے ''اسلام امن کا مذہب'' کے عنوان پر تقریر کی۔تقریر کے بعد سوال وجواب کا پروگرام تھا جس میں مہمانوں نے مختلف سوالات دریافت کئے جن کے جوابات مکرم امام صاحب نے بڑی خوش اسلوبی سے دئے۔

اللہ تعالیٰ یہ تقریب جماعت کے لئے بابرکت ثابت ہو اور مثمر بثمرات حسنہ ہو۔آمین

حضرت بہاء الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ

(محمد مقصود احمد منیب۔ ربوہ)

حضرت بہاء الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ کا شمار ان صوفیا میں ہوتا ہے جنہوں نے برصغیر میں بالخصوص گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ آپؒ سلسلۂ سہروردیہ کے ایک درویش ولی کے طور پر جانے اور پہچانے جاتے ہیں۔

آباء و اجداد:

آپؒ کے دادا حضرت کمال الدین علی شاہ قریشی مکہ معظّمہ سے خوارزم کے رستہ ملتان پہنچے اور ایک زمانہ تک ملتان میں قیام پذیر رہے۔ کمال الدین علی شاہ ایک متقی اور پرہیزگار انسان تھے۔ ان کے علاوہ آپؒ کے والد ماجد وجیہہ الدین شاہ بھی ایک نیک نفس اور فرشتہ سیرت انسان تھے۔

پیدائش:

حضرت بہاء الدین زکریاؒ 1182ء کو قلعہ کوٹ کروڑ میں پیدا ہوئے۔ بارہ سال کی عمر میں قرآن کریم سات قراءتوں کے ساتھ حفظ کیا اسی دوران آپؒ کے والد بزرگوار وفات پا گئے۔

حصول علم کے لئے سفر:

والد ماجد کی وفات کے بعد آپؒ مزید حصول علم و فضل کے سلسلہ میں خراساؔن تشریف لے گئے۔ علاوہ ازیں حصولِ علم کی خاطر آپؒ نے بخارا، مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ اور بغداد کا سفر بھی اختیار کیا۔

سلسلہ سہروردیہ میں شمولیت

بغداد میں حضرت بہاء الدینؒ، شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے حلقۂ ارادت میں شامل ہوگئے اور صرف سترہ دن کی تربیت کے بعد حضرت شیخ شہاب الدینؒ نے انہیں اپنا خلیفہ مقرر کر کے ملتان بھجوایا تا کہ وہاں جا کر آپؒ تبلیغ اسلام اور اشاعت دین کا فریضہ سرانجام دے سکیں۔ یہ اُس زمانہ کی بات ہے جب ملتان میں ہندو تہذیب اپنے زوروں پر تھی اور ملتان شرکِ جلی اور خفی دونوں کا مرکز بنا ہوا تھا۔ ایسے حالات میں حضرت بہاء الدین زکریاؒ نصف صدی تک ملتان کے مشرک معاشرہ میں اسلام کی تبلیغ کرتے رہے اور توحید کا پرچار کرتے رہے۔

اولاد:

آپؒ ایک باخدا انسان اور کامل بزرگ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپؒ کی اولاد میں سے بھی کئی ایک کو یہ مقام عطا فرمایا اور آپؒ کے خاندان میں کئی ایک بزرگ پیدا ہوئے۔ آپؒ کے فرزند ارجمند حضرت شیخ صدرالدین عارفؒ اور پوتے حضرت شیخ رکن الدین المعروف شاہ رکن عالم بھی سلسلہ سہروردیؔہ کے معروف بزرگوں میں شمار ہوتے ہیں۔

اسلوب جہاد:

ان تمام بزرگان دین متین نے اپنی زندگیاں شرک کے خلاف جہاد کرتے ہوئے بسر کیں۔ یہ بزرگ توحید بارتعالیٰ کے اقرار پر ہی کسی کو بیعت کرتے تھے۔ حضرت بہاء الدین زکریاؒ کے بارہ میں ''تذکرۃ الاولیاء'' کے صفحہ 90 اور 91 کے حاشیہ پر درج ہے کہ:

''....حضرت کا یہ قاعدہ نہیں تھا کہ ان کے معتقدین اور مریدین زمین پر سر رکھیں یا سجدہ کریں۔ جب وہ ان کے سامنے آتے تھے سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ''السلام علیکم'' کہتے تھے اور وہ بھی ''وعلیکم السلام'' فرماتے تھے۔''

یعنی یہ تمام بزرگ عمر بھر احکام شریعت کی پاسداری اور پابندی نہ صرف خود کرتے رہے بلکہ اپنے مریدوں کو بھی یہی سکھایا۔

مزار مبارک:

حضرت بہاء الدینؒ کا مزار مبارک ملتان میں ہے۔ اسی مزار کے اندر دوسری قبر حضرت شیخ صدرالدین عارفؒ کی ہے جو آپؒ کے فرزند ارجمند تھے اور اپنی ذات میں ایک عالم باعمل اور ولی اللہ بزرگ تھے۔ ان دونوں قبروں کے علاوہ ان کے بعض مریدوں کو بھی اسی مقبرہ میں دفن ہونے کی سعادت ملی ہے۔

نافلۂ شیخ:

ملتان میں ہی حضرت بہاء الدینؒ کے پوتے حضرت شیخ شاہ رکن عالمؒ کا مزار بھی موجود ہے۔ حضرت شاہ رکن عالمؒ جب فوت ہوئے تو ان کو حضرت شیخ بہاء الدینؒ کے قدموں میں دفنایا گیا لیکن ایک تغلق بادشاہ نے اپنے ایک خواب کی بنا پر اپنے لئے بنائے ہوئے ایک مقبرہ کی عمارت میں ان کو دفنا دیا اور ایک خوبصورت مزار بھی تعمیر کر دیا۔

ایک المیہ:

ملتان کے ہندو معاشرہ میں نصف صدی سے بھی زائد توحیدِ خالص کا پرچار کرنے والے اور ایک خدا کے نام پر لوگوں کی گردنوں پر اطاعت خداوندی کا جؤا رکھنے والے توحید پرست اور توحید کی غیرت رکھنے والے اس بزرگ ولی اللہ کی اپنی ہی قبر ملتان میں کمزور اعتقاد رکھنے والوں نے شرک کی آماجگاہ بنا کر رکھ دی ہے۔ جہاں ہر سال لوگ اکٹھے ہوتے ہیں اور دعاؤں کے علاوہ مرور زمانہ کے ساتھ ساتھ مشرکانہ رسوم بھی رواج پا گئی ہیں۔ دکھ کی بات تو یہ ہے کہ ہادئ کامل حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ: ''تم سے پہلے بہت سی اقوام محض اس لئے تباہ و برباد کر دی گئیں کہ انہوں نے اپنے انبیاء اور بزرگان کی وفات کے بعد ان کی قبروں کو پرستش گاہیں بنا لیا تھا۔''

عرس مبارک:

خاکسار راقم الحروف جب آپؒ کی حیات مبارکہ پر کچھ لکھنے کا سوچ رہا تھا تو خاص طور پر آپؒ کے مزار پر حاضری دی اور دعا کی کہ اللہ تعالیٰ آپؒ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق بھی عطا فرمائے اور ان مشرکانہ رسوم کے خلاف علم جہاد بلند کرنے کی بھی توفیق عطا فرمائے جو اب آپؒ کے عرس مبارک میں خصوصاً اور عام ایام میں عموماً کمزور اعتقاد والوں کا وطیرہ بن گئی ہیں۔ آپؒ کا عرس مبارک ہر سال 5 صفر المظفر کو منایا جاتا ہے اور پاکستان کے طول وعرض سے لوگ اس میں شرکت کرتے ہیں۔ اس عرس کے دوران جو مشرکانہ رسوم ادا کی جاتی ہیں، صحیح الاعتقاد مسلمانوں کی معلومات کیلئے لکھنا ضروری سمجھتا ہوں تا کہ حصول برکات اور دعا کی غرض سے بزرگان دین متین کی زیارت کرنے والوں کو علم ہو جائے کہ ان کا اسلام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں:

☆......قبروں کو سجدے کئے جاتے ہیں،

☆......مٹی اور چاندی کے دیسی گھی والے چراغ جلائے جاتے ہیں اور پھر ان کو بجھا کر برکت کی خاطر گھروں میں سنبھال لیا جاتا ہے،

☆......لوگ قبروں کو اور قبروں پر پڑی چادروں کو ہاتھ لگا لگا کر چومتے اور سارے بدن پر ملتے ہیں،

☆......قبروں کے قریب کھڑے ستونوں کو بھی ہاتھ لگا لگا کر چومتے اور ان پر ماتھا ٹیکتے ہیں،

☆......عورتیں اپنے بچوں کو لاتی اور بچپن سے ہی ان کے معصوم ذہنوں اور پاک دلوں میں ان مشرکانہ رسوم کا بیج بو دیتی ہیں،

☆...... بڑی عمر کے لوگ بھی ان مزاروں پر سجدہ کرنے کیلئے دور دور سے آتے ہیں،

☆......ان قبروں کے سامنے ہاتھ جوڑنے، جھکنے اور اپنی مرادیں مانگنے اور منتیں ماننے والوں کی ایک بھیڑ دکھائی دی،

☆......حضرت شاہ رکن عالمؒ کے مزار پر جائیں تو معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ قبر پر ایک چبوترہ بنایا گیا ہے لیکن قبر چونکہ نیچی ہے اس لئے اس چبوترہ میں باقاعدہ ایک سوراخ بنا دیا گیا ہے جس میں سے سر گزار کر قبر کو سجدہ کیا جاتا ہے۔

☆......حضرت بہاء الدینؒ اور شیخ صدرالدین عارفؒ کے مزاروں کے ساتھ ہی کچھ اور قبریں ہیں جن پر کچھ پتھر رکھے ہوئے دکھائی دیتے ہیں اور ان پتھروں کے بارہ میں مشہور ہے کہ یہ شفا دینے والے پتھر ہیں۔ عورتیں ان پتھروں کو پکڑ پکڑ کر اپنے چہروں پر لگاتی اور چومتی ہیں۔

الغرض حضرت بہاء الدین زکریاؒ، حضرت شیخ صدرالدین عارفؒ اور حضرت شاہ رکن عالمؒ وہ بزرگ اولیاء اللہ تھے جنہوں نے تمام عمر اس کام میں صرف کی کہ دنیا میں خالص اور سچی توحید قائم کی جائے اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم نافذ کی جائے۔ آج انہی بزرگوں کی قبریں ہمیں شرک کی سب سے بڑی آماجگاہ نظر آتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں صاف طور پر فرماتا ہے کہ:

اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِیْنَ اتُّبِعُوْا مِنَ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْا وَ رَاَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْاَسْبَابُ۔

(البقرة:167)

ترجمہ: اور کاش کہ وہ لوگ اس وقت کو دیکھ لیتے جب وہ لوگ جن کی فرمانبرداری کی جاتی تھی ان لوگوں سے بیزاری کا اظہار کرتے ہوئے الگ ہو جائیں گے اور عذاب کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے وران کے شرک کی وجہ سے نجات کے سب ذرائع منقطع ہو جائیں گے۔

پس اس دن ان توحید پرستوں اور توحیدِ خالص کا پرچار کرنے والوں کی قبروں کو مسجود بنانے والوں کا کیا ہوگا جب یہی اپنے مریدوں سے بیزاری کا اظہار کر دیں گے۔ اور کہہ دیں گے کہ اے اللہ! ہم تو انہیں توحید کا سبق سکھاتے اور درس دیتے رہے ہیں ہمارے مرنے کے بعد یہ کیا کرتے رہے ہیں اس سے ہمیں بری الذمہ سمجھا جائے۔ ہم نے انہیں نہیں کہا تھا کہ ہمیں یا ہمارے مرنے کے بعد ہماری قبروں کو سجدے کرنا۔

آج ضرورت اس بات کی ہے کہ سیاستدان بننے کی بجائے نیز کرسیوں اور وزارتوں کے حصول کی کوششوں کی بجائے وہ جو خود کو علماء دین کہتے ہیں سارے مسلم معاشرہ کو ان مشرکانہ رسوم سے نجات دلانے اور اسلام میں راہ پا جانے والی بدعات کو جڑ سے اکھاڑنے کے لئے جہاد کریں۔

بدعت کی تعریف کرتے ہوئے ایک مرتبہ حضرت نبی اُمی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فَقَالَ اُوْصِیْکُمْ بِتَقْوَی اللّٰهِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَاِنْ كَانَ عَبْدًا حَبَشِيًّا فَاِنَّهٗ مَنْ يَّعِشْ مِنْكُمْ بَعْدِیْ فَسَيَرٰی اِخْتِلَافًا كَثِيْرًا فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِیْ وَ سُنَّةِ الْخُلَفَآءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ تَمَسَّكُوْا بِهَا وَعَضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ وَاِيَّاكُمْ وَ مُحْدَثَاتِ الْاُمُوْرِ فَاِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ۔ كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ۔ (ترمذی کتاب العلم باب الاخذ بالسنة، ابو داؤد کتاب السنة باب لزوم السنة)

ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری وصیت یہ ہے کہ اللہ کا تقویٰ اختیار کرو، بات سنو اور اطاعت کرو خواہ تمہارا امیر ایک حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو کیونکہ ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ اگر تم میں سے کوئی میرے بعد زندہ رہا تو بہت بڑے اختلافات دیکھے گا۔ پس تم اُن نازک حالات میں میری اور میرے خلفائے راشدین کی سنت کی پیروی کرنا اور اسے پکڑ لینا اور اسے دانتوں سے مضبوط گرفت میں لے لینا۔ تمہیں دین میں نئی باتوں کی ایجاد سے بچنا ہوگا کیونکہ ہر نئی بات جو دین کے نام سے جاری ہو بدعت ہے اور بدعت گمراہی کے سوا کچھ بھی نہیں۔

پھر فرمایا: اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرَ الْهُدَی هُدَی مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔ وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ۔ (مسلم کتاب الجمعة باب تخفيف الصلوة والخطبة)

ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اب میں تمہیں بتاتا ہوں کہ بہترین بات اللہ کی کتاب ہے اور بہترین طریق محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا طریق ہے۔ بدترین فعل دین میں نئی نئی بدعات کو پیدا کرنا ہے۔ ہر بدعت گمراہی کی طرف لے جاتی ہے۔

پس ہمیں چاہئے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی توحید خالص کا پرچار کرتے ہوئے ان غیر اسلامی رسومات اور بدعات کے خلاف جہاد کریں اور اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو توفیق دے کہ وہ امام زمان حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کو مان کر حقیقی توحید پر قائم ہوں اور ہر قسم کی بدعات وضلالت سے نجات پائیں۔

❁❁❁❁❁❁❁

بقیہ: آنحضرت ﷺ ہمارے لئے کامل نمونہ ہیں از صفحہ نمبر 4

اور زنا کاری عروج پر تھی۔ عرب اس پر ندامت تو دُور کی بات ہے ان افعال قبیحہ پر فخر کرتے اور اپنے اَشعار کے ذریعہ اشاعت فحشاء پر ناز کرتے تھے۔ شراب اور سخت نشیلی ڈرگز (Drugs) کا استعمال عام تھا اور پھر مدہوشی میں مخالفوں کی بہو بیٹیوں کے بارہ میں مزے لے لے کر فخریہ قصّے بیان کرتے تھے۔

لونڈیاں کثرت سے رکھتے تھے اور ان کے ذریعہ بدکاری کی آمدنی کو اچھا سمجھتے تھے۔ جو عورت بھی جنگ میں پکڑی جاتی اس سے یہی پیشہ کرواتے تھے۔ جس بیوہ عورت پر متوفّی شوہر کا قریبی رشتہ دار اپنی چادر ڈال دیتا وہی زبردستی اس کی بیوی بنا دی جاتی۔ سوتیلے بیٹے اس طریق پر سوتیلی ماؤں پر قبضہ کر لیتے تھے۔ عورتیں بے حجاب اپنے جسم کے مخفی حصّوں کی نمائش کرتیں۔ جو خاندان شریف سمجھے جاتے وہ لڑکیوں کو زندہ دفن کر دیتے تھے اور اس پر فخر کرتے کہ گویا یہ ان کی اعلیٰ شرافت کا نشان تھا۔

(’رحمة للعالمین‘ از قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری، حصہ سوم صفحہ625-626)

جناب قاضی محمد سلیمان سَلمان منصور پوری اپنی تالیف رحمۃ للعالمین حصہ سوئم صفحہ 891 پر لکھتے ہیں:

’’معترضین کے پاس اس کے خلاف دلیل صرف یہ ہے کہ اسلام نے ایک سے زیادہ عورت کو بھی بیوی بنا لینے کی اجازت دی ہے۔ مگر غور تو کرو کہ داؤدؑ کو خدا کا اکلوتا بیٹا کہنے والے اور اس کی سو بیویاں اور سلیمانؑ کو خدا کا سا دل والا بتانے والے اس کی ایک ہزار بیویوں پر، ابراہیم کو خلیل الرحمٰن ماننے والے اس کی بیویوں اور لونڈیوں پر، کرشن جی مہاراج کو اوتار ماننے والے ان کی سولہ ہزار ایک سو آٹھ سکّھیوں پر اور ان کو ریفارمر اعظم ماننے والے زمانہ حال کے لیڈر ان کی آٹھ مہارانیوں پر کوئی اعتراض زبان سے نہیں نکالتے۔ تو پھر ان کا کیا حق ہے کہ وہ اسلام پر ایک سے زائد بیوی کرنے پر اعتراض کریں۔ ہم نے جن محترم ہستیوں کے نام لئے ہیں ان کے مذہب میں ایک سے زائد بیوی کرنے کے لئے کوئی ایسی شرط موجود نہیں جس کا فقدان ان کو ایک سے زائد بیوی کرنے کے لئے روک بن سکے۔ مگر اسلام میں شرطِ عدل موجود ہے۔

اور اس شرط کے فقدان پر (بلکہ صرف فقدان ہی پر نہیں) احتمالِ فقدان کی حالت پر بھی فَوَاحِدَةً کا ارشاد موجود ہے کیا کوئی مذہب ہے جو اپنی کتاب پاک میں فَوَاحِدَةً کا ہم معنی لفظ نکال کر دکھاوے؟ کوئی مذہب ہے جو مسیح یا موسیٰ یا کرشن و رام چندر کے منہ سے نکلی ہوئی بات فَوَاحِدَةً کے ہم معنی ثابت کر دے۔ اگر نہیں اور یقیناً نہیں، تب اس کو اقرار کرنا چاہئے کہ یہ بھی اسلام ہی کی خصوصیات میں سے ہے اور ایک بیوی والے جس قانون پر یورپ کو فخر ہے وہ بھی قرآن مجید ہی کے ایک حکم کا خلاصہ اور ناقص خلاصہ ہے‘‘۔

عرب جیسے آزاد معاشرہ میں جہاں شادیاں چھوٹی عمر میں ہی کر دی جاتی تھیں حبیب کبریا ﷺ نے ابتدائی 25 سال کمال تقویٰ کے ساتھ تجرد کی حالت میں گزارے۔ آپ سارے عرب میں مردانہ حسن کا شاہکار سمجھے جاتے تھے۔ شادی کی تو ایک ایسی خاتون کے ساتھ جو حضور سے عمر میں نہ صرف 15 سال بڑی تھیں بلکہ پہلے سے دو بار بیوہ ہو چکی تھیں اور حضور انور نے ان کے ساتھ اپنی 25 سے 50 سال تک کی عمر کا زمانہ نہایت وفا کے ساتھ گزارا۔ جب حضرت خدیجہؓ کی وفات ہوئی تو وہ 65 برس کی ہو چکی تھیں۔ نبی پاک ﷺ اپنی وفات تک ہمیشہ حضرت خدیجہؓ کی محبت اور قربانیوں کا ذکر فرماتے رہے۔ کیا یہ کسی نفس پرست، عورتوں کے دلدادہ وجود کی حالت ہے یا ایک بے مثال، وفا شعار، عارف ربّانی اور عشقِ خدا میں مخمور وجود کی سیرت طیبہ کا قابل تقلید نمونہ ہے۔

حضور نبی پاک ﷺ کی دوسری شادی حضرت سودہؓ سے ہوئی۔ حضرت سودہؓ بنت زمعہ بن قیس حضور کے ایک خادم حضرت سکرانؓ بن عمرو کی بیوہ تھیں۔ میاں بیوی نے کفار کے انتہائی مظالم سے تنگ آ کر حبشہ کی طرف ہجرت کی جہاں سکران بن عمرو فوت ہو گئے۔ حضرت سودہؓ کی عمر 50 سال کی ہو چکی تھی گویا شادی کی عمر سے گزر چکی تھیں۔ یہ مسلمانوں کی انتہائی تنگی کے حالات تھے۔ حضرت سودہؓ بے سہارا ہو چکی تھیں۔ ان کے سہارے کے لئے نبی پاک ﷺ نے شادی کی۔

حضور نبی پاک ﷺ کی تیسری شادی حضرت عائشہؓ سے ہوئی۔ حضرت عائشہ نبی پاکؐ کی وفات کے بعد 48 سال تک زندہ رہیں اور کبھی بھی حرف شکایت آپؓ کے منہ پر نہ آیا۔

نبی پاک ﷺ کی اکثر شادیاں 5 تا 9 ہجری کے درمیانی عرصہ میں ہوئیں جبکہ آپ زندگی کے 55 سال گزار چکے تھے۔ آپ فرماتے تھے مَا لِيْ فِي النِّسَآءِ حَاجَة کہ مجھے اپنی ذات کے لئے عورتوں کی کوئی حاجت نہیں۔ اس کے باوجود آپ کا مزید شادیاں کرنا ضرور کوئی مصالح رکھتا ہے جن میں سے چند ایک کا ذکر کر کے خاکسار اپنی معروضات ختم کر دے گا۔

اُمّ المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے نکاح سے قبل جس قدر لڑائیاں مسلمانوں کے ساتھ کفار نے کیں ان سب میں یہود مخفی طور پر یا اعلانیہ شریک تھے۔ مگر حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی کے بعد کسی ایک لڑائی میں بھی یہود مسلمانوں کے خلاف شریک نہیں ہوئے۔ خود غور کیجئے یہ شادی قومی مصالح کے لئے کس قدر ضروری تھی۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے شادی کے وقت نبی پاکؐ 59 برس کے تھے۔

اُمّ المومنین حضرت حبیبہ رضی اللہ عنہا ابوسفیان کی بیٹی تھیں۔ آپ عبداللہ بن جحشؓ کی بیوہ تھیں۔ اس شادی سے قبل ابوسفیان غزوہ اُحد، حَمْرَاءُ الْاَسَدْ، بَدْرُالْاُخْرٰی اور غزوۂ اَحْزَاب میں لشکر کفار کی کمان کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ لیکن اس شادی کے بعد وہ کسی جنگ میں مسلمانوں کے خلاف فوج کشی کرتے ہوئے نظر نہیں آتے اور تھوڑے ہی عرصہ کے بعد خود بھی اسلام کے جھنڈے تلے آ کر پناہ لیتے ہیں۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہ نکاح غیر ضروری تھا۔

اُمّ المومنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا بنت حارث بن ابی ضرار کی پہلی شادی مسافع بن صفوان سے ہو چکی تھی۔ ان کا باپ مشہور رہزن تھا اور مسلمانوں سے دلی عداوت رکھتا تھا۔ بنو مصطلق کا مشہور طاقتور جنگجو قبیلہ جو متعدد قبائل پر مشتمل تھا ہمیشہ اس کے اشارہ پر ہر جنگ میں مسلمانوں کے خلاف برسرِ پیکار رہا۔ لیکن جونہی حضور نبی پاک ﷺ نے حضرت جویریہؓ کو آزاد کر کے ان کی اپنی رضا مندی سے ان کے ساتھ شادی کی تمام قبیلہ سب دشمنیاں بھول گیا۔ قزاقی چھوڑ دی اور مسلمانوں کے خلاف کسی جنگ میں شریک نہ ہوا۔ انصاف سے بتائیں کہ یہ نکاح کس قدر مفید ثابت ہوا۔ حضور نبی پاک ﷺ کی عمر اس وقت 57 سال تھی۔

اُمّ المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی ایک بہن سردار نجد کے گھر میں تھیں۔ اہل نجد ہی وہ ظالم تھے جنہوں نے دھوکے سے 70 واعظین دین کو اپنے ملک میں لے جا کر شہید کر دیا تھا۔ کئی بار انہوں نے نقص امن اور فساد انگیزی کی۔ لیکن حضرت میمونہؓ کے ساتھ شادی کے بعد ملک نجد میں صلح، امن اور اسلام پھیلانے کے بہترین مواقع پیدا ہو گئے۔ حضرت میمونہؓ کے ساتھ حضور نبی پاک ﷺ نے 59 برس کی عمر میں شادی کی۔ حضرت میمونہؓ اس وقت 36 سال کی تھیں اور حضور کی زوجیت میں صرف چار سال تک رہیں۔

اُمّ المومنین حضرت زینب بنت جحشؓ، حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ کے نکاح خالص اسلامی اغراض اور مصالح دینی پر مبنی تھے۔ حضرت زینبؓ کے نکاح کے ساتھ عربوں کی متبنّٰی بنانے کی رسم کا طلسم پاش پاش ہو گیا۔

حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ کے ساتھ نکاح کے نتیجہ میں حفاظت قرآن کریم اور تعلیم نسواں کے قومی مقاصد حاصل ہوئے۔ اسی طرح دونوں اُمہات المومنین خلافت حضرت ابوبکر صدیق اور خلافت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے دوران حضور نبی پاک ﷺ کی تربیت کے نتیجہ میں عظیم الشان خدمات کی توفیق عطا ہوئی۔

(’رحمة للعالمین‘ حصہ دوئم صفحہ357-358)

مختصر یہ کہ حضور نبی پاک ﷺ کی سب شادیاں بے شمار قومی اور دینی مصالح کے لئے تھیں۔

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام تعدد ازدواج پر اعتراض کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’شریعت حقّہ نے اس کو ضرورت کے واسطے جائز رکھا ہے۔ ایک لائق آدمی کی بیوی اگر اس قسم کی ہے کہ اس سے اولاد نہیں ہو سکتی تو وہ کیوں بے اولاد رہے اور اپنے آپ کو بھی عقیم بنا لے۔ ایک عمدہ گھوڑا ہوتا ہے تو اس کی نسل بھی قائم رکھنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ انسان کی نسل کو کیوں ضائع کیا جاوے۔

پادری لوگ دوسری شادی کو زنا کاری قرار دیتے ہیں تو پھر پہلے انبیاء کی نسبت کیا کہتے ہیں۔ حضرت سلیمان کی کہتے ہیں کئی سو بیویاں تھیں اور ایسا ہی حضرت داؤد کی تھیں۔ اگر نعوذ باللہ عیسائیوں کے قول کے مطابق ایک سے زیادہ نکاح سب زنا ہیں تو حضرت داؤد کی اولاد سے ہی ان کا خدا پیدا ہوا ہے۔ تب تو یہ نسخہ اچھا ہے اور بڑی برکت والا طریق ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد دہم صفحہ236)

ملفوظات جلد نمبر 7 صفحہ 63 تا 70 پر ایک احمدی کے بعض سوالوں کے جواب دیتے ہوئے حضور علیہ السلام نے تعدّدِ ازدواج سے متعلق سیر حاصل بحث فرمائی ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ:

❋ ......اگر انسان کو پورا علم ہو کہ عدم مساوات سے خدا تعالیٰ کس قدر ناراض ہوگا تو شاید وہ ساری عمر رنڈوا رہنے کو ترجیح دے۔

❋ ......اگر انسان اپنے نفس کا میلان اور غلبہ شہوات کی طرف دیکھے اور اس کی نظر بار بار خراب ہوتی ہو تو زنا سے بچنے کے لئے دوسری شادی کر لے لیکن پہلی بیوی کے حقوق تلف نہ کرے کیونکہ جوانی کا بہت سا حصہ اُس نے اُس کے ساتھ گزارا ہوتا ہے۔ اور ایک گہرا تعلق خاوند کا اس کے ساتھ ہوتا ہے۔

❋ ......اگر مرد کو دوسری شادی کی ضرورت ہو لیکن وہ یہ دیکھے کہ اس سے پہلی بیوی کو سخت صدمہ ہوگا اور حد درجہ کی اُس کی دلشکنی ہوگی تو وہ قربانی دے اور ایک ہی بیوی کو کافی سمجھے اور دوسری شادی نہ کرے۔ بشرطیکہ اسے یہ ڈر نہ ہو کہ اس کی وجہ سے وہ معصیت میں مبتلا ہو کر کسی جائز شرعی ضرورت کا خون نہیں کرے گا۔

❋ ......صرف نفسانی لذات کے لئے دوسری شادی کرنا گناہ ہے۔

❋ ......آنحضرت ﷺ کی کئی بیویاں تھیں مگر اس کے باوجود آپ ساری ساری رات خدا تعالیٰ کی عبادت میں گزارتے تھے۔ ایک بار آپؐ کی باری حضرت عائشہ صدیقہؓ کے ہاں تھی۔ کچھ حصہ رات کا گزرا تو حضرت عائشہؓ کی آنکھ کھلی اور دیکھا کہ آپؐ وہاں موجود نہیں ہیں۔ انہیں شبہ ہوا کہ کہیں کسی دوسری بیوی کے ہاں ہوں گے۔ انہوں نے حضورؐ کو ہر گھر میں تلاش کیا بالآخر دیکھا کہ آپ قبرستان میں سجدہ کی حالت میں رو رہے ہیں۔ اب دیکھو آپؐ زندہ اور چہیتی بیوی کو چھوڑ کر مُردوں کی جگہ قبرستان میں گئے اور روتے رہے تو کیا آپ کی بیویاں حظِّ نفس یا اتّباع شہوت کی بنا پر ہو سکتی ہیں؟ ہرگز نہیں۔

❋ ......آخری نصیحت ہماری یہی ہے کہ اسلام کو اپنی عیاشیوں کے لئے سِپَر نہ بناؤ کہ آج ایک حسین عورت نظر آئی تو اسے کر لیا اور کل نظر آئی تو اسے کر لیا ......اگر صحابہ کرام عورتیں کرنے والے اور انہیں میں مصروف رہنے والے ہوتے تو اپنے سر جنگوں میں کیوں کٹواتے ......جو شب و روز عیش و عشرت میں غرق رہتا ہے وہ کب ایسا دل لا سکتا ہے۔

تاریخ عالم کھنگال کر دیکھ لیجئے، تاریخ انبیاء کا مطالعہ کر لیجئے، آپ کو حبیب کبریاء، سرور کائنات، فخر دو عالم، سیدی مکی و مدنی ﷺ ایسی نظیر کہیں نظر نہیں آئے گی۔ واقعی کون و مکان میں ایک ایسا گوہر نایاب تھے جو ہر اعتبار سے بے مثل، ہر رنگ میں فرید و وحید، ہر کمال میں یگانہ اور ہر اعتبار سے یکتائے روزگار تھے۔ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے آپؐ کے عشق میں کیا خوب فرمایا ہے ؎

دلبرا مجھ کو قسم ہے تیری یکتائی کی
آپ کو تیری محبت میں بھلا یا ہم نے

❋ ❋ ❋ ❋ ❋ ❋ ❋

سکاٹ لینڈ میں امن کانفرنس کا بھرپور انعقاد

(ملک محمد اکرم۔ ریجنل مبلغ سکاٹ لینڈ)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ گلاسگو (سکاٹ لینڈ) کو امسال بھی وسیع پیمانہ پر ایک امن کانفرنس کے انعقاد کی توفیق ملی جو ہر لحاظ سے نہایت کامیاب ثابت ہوئی۔

یہ امن کانفرنس مسجد بیت الرحمٰن گلاسگو کے کانفرنس ہال میں ماہ نومبر میں منعقد ہوئی۔ اس کانفرنس کی تیاری قریباً دو ماہ قبل شروع کی گئی تھی۔ اور چھ ہفتے پہلے دعوت نامے اور اسلام احمدیت کے بنیادی تعارف پر مشتمل خط تیار کرکے لوگوں کو ارسال کیا گیا۔ گلاسگو سٹی کونسل کے جملہ کونسلرز کو سٹی کونسل کی وساطت سے اور تین صد سکولز کے ہیڈ ٹیچرز کو شعبہ تعلیم کے توسط سے دعوت نامے ارسال کئے گئے۔ اسی طرح احمدی احباب نے اپنے دوستوں اور زیر تبلیغ افراد کو ذاتی طور پر بھی مدعو کیا۔ جماعت کے تعارف پر مشتمل خط بھی بذات خود ایک تبلیغی پیغام تھا اور اس دعوت نامے کے ساتھ واپسی جواب کے لئے ایک سلپ بھی تھی تاکہ احباب اپنی تشریف آوری کو کنفرم کرسکیں۔

سکاٹ لینڈ کے ایک مشہور اخبار ''سنڈے ہیرلڈ'' میں بھی اس کانفرنس کے انعقاد کا ذکر کیا گیا جو کہ 8/اکتوبر کو شائع ہوا۔

اس دفعہ امن کانفرنس کا موضوع تھا ''امن کے قیام میں میرے مذہب کا کردار''۔

ایک مقامی چرچ کے پادری Minister C. Peter White کو عیسائیت کی نمائندگی میں خطاب کی دعوت دی گئی جسے انہوں نے بخوشی قبول کیا جبکہ اسلام کی نمائندگی میں مکرم مولانا عطاء المجیب صاحب راشد، امام مسجد فضل لندن سے درخواست کی گئی جسے آپ نے قبول فرمایا۔

انتظامات کی بخوبی سرانجام دہی کے لئے چند ٹیمیں تشکیل دی گئیں جن کے سپرد مختلف کام کئے گئے۔

11/نومبر کو چھ بجے سے بہت پہلے مہمانوں کی آمد کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ جنہیں استقبالیہ ٹیم کے ممبران نے خوش آمدید کہتے ہوئے انہیں ان کی نشستوں تک رہنمائی کی۔

ٹھیک چھ بجے کارروائی کے باقاعدہ آغاز سے قبل مکرم وحید ملک صاحب نے سلائیڈز اور پروجیکٹر کے ذریعہ مہمانوں کو جماعت احمدیہ کی بنی نوع انسان کے لئے خدمت کا تذکرہ کیا۔ اور ان تصاویر کو بڑی سکرین پر دکھایا گیا جن میں احمدی ڈاکٹرز اور دیگر رضاکار مصیبت زدگان کی بلاتمیز رنگ و نسل اور مذہب خدمت میں دن رات مصروف ہیں۔

15 منٹ کے اس سیشن کے بعد امن کانفرنس کا باقاعدہ آغاز ٹھیک سوا چھ بجے شام ہوا۔

امن کانفرنس کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو خاکسار ملک محمد اکرم نے کی اور انگریزی ترجمہ مکرم رفیق محمود صاحب (انگریز نومسلم احمدی) نے پیش کیا۔

بعدہٗ جماعت احمدیہ گلاسگو کے سیکرٹری تبلیغ مکرم پاشا دانیال صاحب (نواحمدی سکاٹش نوجوان) نے مہمانان کرام کو خوش آمدید کہا اور اسلام احمدیت کا مختصر تعارف پیش کیا جس میں بتایا کہ جماعت احمدیہ کے قیام کا مقصد دنیا میں امن کا قیام ہے۔ اور اسی لئے ہم امن کانفرنسیں اور جلسہ پیشوایان مذاہب منعقد کرتے ہیں تاکہ دنیا کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کیا جائے اور ہر فرد بشر اپنے پیدا کرنے والے ربّ کو پہچان لے۔

اس مختصر تعارفی خطاب کے بعد مقامی چرچ پادری مسٹر پیٹر وائٹ کو متذکرہ بالا موضوع پر خطاب کرنے کی دعوت دی گئی۔ آپ نے بائبل سے ایسے حوالے پیش کئے جن سے یسوع کی آمد کی غرض گناہوں کا کفارہ بتایا گیا ہے مگر انہوں نے کسی ایک حوالہ سے یہ ثابت نہیں کیا کہ مسیح علیہ السلام قیام امن کی تعلیم دینے کے لئے تشریف لائے تھے۔ اپنی بیس منٹ کی تقریر میں انہوں نے اپنی ذاتی زندگی کے حالات بیان کئے کہ وہ کیسے مختلف مقامات پر بحیثیت پادری خدمات بجالاتے رہے۔

انہوں نے بائبل سے ایسے حوالے پڑھے جن میں حضرت مسیح علیہ السلام کا گرفتار ہونا اور مصلوب ہونا بیان کیا گیا۔ گویا کہ اگر دنیا حضرت مسیح علیہ السلام کو مان لے تو ان کے گناہوں کا کفارہ ہوجائے گا اور دنیا میں امن قائم ہو جائے گا۔

مسٹر پیٹر وائٹ کے بعد مکرم مولانا عطاء المجیب صاحب راشد امام مسجد فضل لندن نے خطاب فرمایا۔ آپ نے سورۃ الکہف کی آیت نمبر 30 وَ قُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ (الکہف:30)۔ کی تلاوت سے اپنا خطاب شروع کیا۔ اور فرمایا کہ اسلام کو اس کی خوبیوں اور خوبصورتیوں کے ساتھ پیش کردینے کے بعد جبر وتشدد کی ہرگز ضرورت نہیں۔ یہی قرآن کریم کی تعلیم ہے اور ہمارے آقا ومولا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے احکامات اور اپنے عمل سے اسی کی پیروی فرمائی۔

مکرم امام صاحب نے سورۃ البقرۃ کی آیت نمبر 257 لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ (بقرہ: 257) کا حوالہ دیتے ہوئے فرمایا کہ اسلام کے معاملہ میں نہ جبر جائز ہے اور نہ ہی کبھی حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تعلیم دی۔ ہاں آپؐ پر جبر کیا گیا، آپؐ کے صحابہ کرامؓ کو دکھ دیئے گئے، انہیں شہید کیا گیا، جائیدادوں سے محروم کیا گیا اور بالآخر اپنی پیاری بستی اور گھر مکّہ مکرمہ سے ہجرت کرنا پڑی مگر کبھی بھی ان مظالم کا جواب ظلم سے نہ دیا۔ صبر وشکر سے تبلیغ اسلام میں مصروف رہے۔ ہجرت کے بعد جب دشمنوں نے مدینہ پر حملہ کرکے مٹھی بھر مسلمانوں کو ختم کرنے کی تدبیر کی تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اپنے دفاع کی اجازت فرمائی۔ اس دفاع میں بھی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ہدایات اور ارشادات فرمائے ان کی رو سے عورت، ضعیف، مذہبی رہنما، جو جنگ میں شامل نہ ہو ان کو کسی قسم کے نقصان پہنچانے سے منع فرمایا۔ اسی طرح عبادت گاہوں کو بھی نقصان پہنچانے سے منع فرمایا۔ ایسی حالت میں اسلام پر یہ الزام لگانا کہ گویا اسلام جبر یا تشدد کی تعلیم دیتا ہے یا اسلام تلوار کے زور سے پھیلایا گیا ہے، اسلام کے ساتھ ناانصافی ہوگی۔

مکرم امام صاحب نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات وفرمودات کے علاوہ آپؐ کی سنت مبارکہ کی بھی کئی مثالیں پیش کیں جس کا حاضرین پر بہت گہرا اثر ہوا۔

بفضل خدا مکرم امام صاحب کا خطاب بہت ہی ایمان افروز، پرجوش اور دلوں کو گرمانے والا تھا جس کا اظہار سامعین نے بھی کیا۔ آپ کا یہ خطاب جو کہ پچیس منٹ کا تھا بہت ہی انہماک سے سنا گیا اور سراہا گیا۔ اور بفضل خدا آپ نے اسلام کی نمائندگی کا حق ادا کیا۔ الحمدللہ۔

اس خطاب کے بعد مکرم رفیق محمود صاحب (انگریز نواحمدی) نے اظہار خیال کیا اور اسلام کی چند خوبیوں کا ذکر کیا اور بتایا کہ ان خوبیوں کے واضح ہو جانے کے بعد انسان کے دل میں اسلام کی محبت پیدا ہوجاتی ہے۔

اس کے بعد سامعین کو دعوت دی گئی کہ وہ مقررین سے سوالات دریافت کرسکتے ہیں۔ یا کچھ کہنا چاہیں تو حصہ لے سکتے ہیں۔ اس پر بعض سامعین نے جماعت احمدیہ کی قیام امن کی ان کاوشوں کو بہت سراہا اور کہا کہ اگر دیگر مذاہب والے بھی اپنی عبادتگاہوں کے دروازے اس طرح کی گفتگو کے لئے کھول دیں اور جماعت احمدیہ کی طرح فراخدلی کا مظاہرہ کریں تو یقیناً دنیا کو ایک پلیٹ فارم پر لایا جاسکتا ہے۔ ایک مسلمان کونسلر مسٹر حنظلہ ملک نے کہا کہ یہ پہلا موقع ہے کہ آپ کا فنکشن اٹنڈ کیا ہے اور واقعی مَیں بہت محظوظ ہوا ہوں۔ میری نیک خواہشات اور تمنائیں آپ کے ساتھ ہیں اور آپ کو اپنے تعاون کا یقین دلاتا ہوں۔

اس کے بعد سوالات کا سلسلہ شروع ہوا اور سامعین کے سوالات کے جوابات مکرم امام صاحب نے احسن پیرائے میں دئے۔ اس مجلس سوال وجواب میں اُس وقت بہت ہی دلچسپ صورت حال پیدا ہوئی جب سامعین میں سے ایک نے پادری صاحب سے سوال کیا کہ آپ نے تقریر میں کہا کہ انسان گناہگار ہے اور اس کے گناہوں کے کفارہ کے لئے خدا تعالیٰ نے اپنے بیٹے یسوع کو قربان کردیا تو کیا ہم یہ یقین کرلیں کہ ہر بچہ پیدا ہوتا ہے وہ معصوم نہیں بلکہ گنہگار ہوتا ہے۔ اس سوال پر ہال ''نو، نو'' (No,No) کی آوازوں سے گونج اٹھا۔ مگر سائل تو اس کا جواب پادری صاحب سے چاہتا تھا جس پر پادری صاحب نے دبی ہوئی آواز میں کہا کہ ہاں عیسائیت کا یہی اعتقاد ہے جس پر ہال پھر گونج اٹھا کہ یہ آپ کا عقیدہ ہوگا ہمارا نہیں۔ اور دلچسپ امر یہ تھا کہ پادری کی مخالفت میں بولنے والے سب عیسائی اور سکاٹش تھے۔ اور یہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے علم کلام کا کمال تھا کہ عیسائیوں کے بنیادی عقیدہ کی جڑیں کھوکھلی ہوگئی ہیں۔

جب اس سوال کا جواب محترم امام صاحب نے دیا کہ بچہ معصوم ہوتا ہے، پیدائش سے پہلے یا معاً بعد وہ گنہگار کیسے ہوسکتا ہے۔ اسلام کہتا ہے کہ بچہ فطرت صحیحہ پر پیدا ہوتا ہے اور اسلام کا عقیدہ ہے کہ جو گناہ کرے وہ گنہگار ہے اور اس کی سزا گناہ کا ارتکاب کرنے والے ہی کو ملے گی۔ اس صورت حال سے پادری صاحب کے چہرہ پر پریشانی عیاں تھی۔

سوال وجواب کا یہ سلسلہ پون گھنٹہ تک جاری رہا۔ جس کے بعد سامعین کی طرف سے سٹی کونسل کے ایک مقامی کونسلر ڈاکٹر مالکم گرین صاحب نے بہت ہی عمدہ رنگ میں جماعت احمدیہ عالمگیر کی مساعی کو خراج تحسین پیش کیا اور بتایا کہ گزشتہ بیس سال سے زائد عرصہ سے جماعت احمدیہ گلاسگو کے ساتھ میل ملاقات ہے اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ سے بھی شرف ملاقات پایا تھا اور جماعت احمدیہ کا بنظر غائر مطالعہ کیا ہے۔ مَیں اپنی طرف سے جماعت احمدیہ کی ان کاوشوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور ہر قسم کے تعاون کا یقین دلاتا ہوں۔

اس کے بعد ہیملٹن کونسل کے لارڈ میئر مسٹر مشتاق احمد نے بھی جماعت کے کاموں بالخصوص مذہبی اور رفاہی کاوشوں کو خراج تحسین پیش کیا۔ اور کہا کہ آپ کے ہر فنکشن میں شرکت کرکے دلی مسرت حاصل ہوتی ہے اور آپ کی ان کوششوں کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔

ان ریمارکس کے بعد صدر جلسہ مکرم عبدالغفار عابد صاحب، ریجنل امیر سکاٹ لینڈ نے جملہ مہمانوں کا جماعت احمدیہ گلاسگو کی طرف سے شکریہ ادا کیا اور اعلان کیا کہ ہمارے دروازے ہر ایک کے لئے ہر وقت کھلے ہیں۔

اس شکریہ کے بعد مکرم امام صاحب نے اجتماعی دعا کروائی جس کے بعد مہمانوں کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔ کھانے کے دوران بھی تبلیغی اور علمی گفتگو جاری رہی۔

اس انفرادی گفتگو میں بھی لوگوں نے بہت دلچسپی کا اظہار کیا۔ یہ پروگرام رات آٹھ بجے برخاست ہوا۔

اس پروگرام میں احمدی احباب کے علاوہ 68 مہمانوں نے شرکت کی۔ اس موقع پر ہال میں ایک نمائش کا اہتمام بھی تھا جس میں جماعت کی کتب اور پوسٹرز کی ایک نمائش بھی لگائی گئی۔ اس نمائش سے بھی مہمانوں نے استفادہ کیا۔

اللہ تعالیٰ ہماری یہ کاوش بہت بابرکت کرے اور سعید روحوں کی ہدایت کا باعث ہو۔ آمین

THOMPSON & CO SOLICITORS

Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,, Wills & Probate, Criminal Litigation .

Contact:

Anas A. Khan, John Thompson Solicitors

1st floor 48 Tooting High Street

London SW17 0RG

Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005

Mobile: 0780-3298065 Fax: 020 8871 9398

سستی اور اس کا علاج

(ہومیو پیتھک ڈاکٹر نذیر احمد مظہر)

یوں تو ہمارے ہاں سستی، غفلت، کسل، کسل مندی، سہل پسندی، تن آسانی، آرام طلبی، بے توجہی، بے حسی، لاپرواہی، سہل انگاری، بے رغبتی اور ان جیسے ملتے جلتے معانی رکھنے والے دیگر کئی الفاظ عام مروج ومستعمل ہیں مگر سب سے زیادہ استعمال ہونے والا لفظ ''سستی'' ہے۔ ذیل میں ہم دیکھتے ہیں کہ سستی کیا ہے، اس کے محرکات واسباب کیا ہیں، اس کا انجام کیا ہے اور اس سے نجات کے کیا طریق ہیں۔

سادہ لفظوں میں کسی فریضہ کو بروقت اور صحیح رنگ میں انجام نہ دینا سستی کہلاتا ہے۔ طبیعت کا بوجھل پن اور کام کاج کو جی نہ چاہنا بھی سستی کہلاتا ہے۔ اسی طرح کاموں کو بار بار معرض التواء میں ڈالنا ''اچھا کر لیتے ہیں'' کی جھوٹی تسلیاں خود کو اور دوسروں کو دینا یہ سب سستی کا حصہ ہے۔ سُستی ایسی بُری بلا ہے کہ خدا کے رسولؐ نے بھی اس سے پناہ طلب کی ہے۔

سستی کی حالت میں دماغ و اعصاب سوئے سوئے اور تھکے تھکے رہتے ہیں۔ کام میں حالتِ معمول کی وہ دلچسپی، سبک رفتاری، لگن، شوق، امنگ، ولولہ نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ کام کی رفتار، استعداد کار دونوں متاثر ہوتی ہیں۔

سستی کی بڑی اقسام دو ہیں:-

1- دنیاوی امور میں سستی

2- دینی امور میں سستی

دیکھا گیا ہے کہ بعض لوگ دنیوی امور میں سست ہوتے ہیں اور بعض لوگ دینی امور میں۔ اور پھر بعض دونوں میں۔ سستی بہرحال نقصان وزیاں کا باعث ہے مگر بالخصوص دینی امور میں سستی اور لاپرواہی تو بہت ہی بری ہے۔ جیسا کہ ہمارے آقا نے فرمایا:-

وَاعْمَلْ لِدِیْنِکَ کَاَنَّکَ تَمُوْتُ غَدًا۔ وَاعْمَلْ لِدُنْیَاکَ کَاَنَّکَ تَعِیْشُ اَبَدًا۔

یعنی اگر دین کا معاملہ ہو تو سمجھ کہ گویا تو نے کل ہی مرجانا ہے۔ اگر دنیا کا معاملہ ہو تو سمجھ کے گویا تو نے ہمیشہ ہی زندہ رہنا ہے۔ گویا دین کو دنیا پر مقدم رکھنے اور آخرت کو یاد رکھنے کا حکم ہے۔ اور جو دین کو دنیا پر مقدم رکھتا ہے ہمارا مشاہدہ ہے کہ خدا تعالیٰ اس کے دنیوی امور کا خود کارساز ہو جاتا ہے اور غیب سے عجیب وغریب سامان کرتا ہے کہ انسان کو اس کا وہم وگمان بھی نہیں ہوسکتا۔

سستی کے اسباب

سستی کا بہت بڑا سبب اس جذبہ و احساس کا فقدان ہے جو کسی بھی فریضہ کے انجام دینے کا اصل محرک ہوا کرتا ہے۔ جب کسی بھی فرد یا قوم میں یہ احساس بیدار ہو جاتا ہے تو اس پر ہر قسم کی ترقیات کے دروازے کھل جاتے ہیں۔

دراصل اس ظاہری انسان کے اندر ایک اور انسان ہے جسے ضمیر یا احساس کہتے ہیں۔ جب تک یہ سویا رہے تو بیرونی انسان سویا رہتا ہے۔ مگر جب یہ جاگ اٹھے تو انسان جاگ اٹھتا ہے۔ کاہل الوجود لوگوں میں یہی اندر کا انسان سویا ہوا ہوتا ہے۔ یاد رکھئے۔

1- ناعاقبت اندیش، لاپرواہ، آرام طلب لوگوں کی صحبت سستی پیدا کرتی ہے۔

2- ناجائز اور غیر حلال ذرائع سے حاصل ہونے والی کمائی سستی پیدا کرتی ہے۔

3- جسمانی حس وحرکت نہ کرنے، ورزش و کسرت سے جی چرانے سے دوران خون کمزور پڑ کر سستی پیدا ہوتی ہے۔

4- فارغ رہنے کے عادی ہو جانے سے کام کرنے کا جذبہ کمزور پڑ کر سستی واقع ہوتی ہے۔

5- خدا تعالیٰ سے مدد نہ مانگنا، دین و مذہب سے دوری سستی پیدا کرتی ہے اور یہ ایک اٹل حقیقت ہے۔

6- خوب پیٹ بھر کر کھانا اور پڑے رہنا سستی کا سبب بھی ہے اور نتیجہ بھی۔

7- چربیلے (High-Fat والے) کھانے، دیسی گھی، مکھن مٹھائی، دودھ، لسی، بالائی خوب کھانا پینا اور فارغ بیٹھے رہنا خوب سستی پیدا کرتے ہیں۔

8- مطلوبہ نیند سے کم سونا یا زیادہ سونا سستی پیدا کرتا ہے اور یہ نہایت اہم سبب ہے۔

9- موٹاپا سستی پیدا کرتا ہے۔

10- بند کمروں کی غیر صاف ہوا اور گرم مرطوب موسم سستی پیدا کرتے ہیں۔

11- غیر فطری طرزِ زندگی، سونے کے اوقات میں جاگنا اور جاگنے کے اوقات میں سونا سستی پیدا کرتا ہے۔

12- دیر ہضم کھانے سستی پیدا کرتے ہیں۔

13- قوت ارادی کی کمی اور عزائم کو بار بار توڑنا سستی کا سبب بھی ہے اور نتیجہ بھی۔

14- بدنی واعصابی کمزوری سے خواہ وہ کسی سبب سے ہو سے، سستی لاحق ہوتی ہے۔

15- کثرت کار وقلت آرام تھکاوٹ واعصابی کمزوری وسستی واقع کرتی ہے۔

16- افیون، خواب آور ادویات، نشہ آور اشیاء سے سستی پیدا ہوتی ہے۔

17- غیر متوازن غذا سے جسم میں ضروری اجزاء کی کمی واقع ہو کر ضعف ونقاہت وسستی پیدا ہوتی ہے۔

18- بلاضرورت بار بار محرک اشیاء مثلاً چائے، کافی کوک کے استعمال سے عارضی چستی کے بعد بار بار سستی پیدا ہوتی ہے۔ نتیجتاً بار بار محرکات کی ضرور پڑا کرتی ہے۔

کاہلی کے نتیجہ میں کاہل انسان اپنے قیمتی وقت کا بیشتر حصہ ضائع کر دیتا ہے اور یوں اپنا اور اپنے خاندان کا مستقبل تاریک کر کے ہمیشہ کف افسوس ملتا ہے۔

سستی کا علاج

❁......سب سے اول واہم علاج یہ ہے کہ اس اندر کے انسان کو جگایا جائے جو تمام سستیوں کا دافع ہے۔ مگر اس کو جگانا انسان کے بس میں نہیں ہے

تیرے بن روشن نہ ہووے گو چڑھے سورج ہزار

اسے جگانے کے لئے خدا تعالیٰ سے مدد مانگنا بے حد ضروری ہے۔ اس کا حل سورہ فاتحہ میں اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ہم تیری عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔ راہ مستقیم پر چلنے والے اور انعام یافتہ گروہ کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق مانگی جائے۔ اور مغضوب اور بھٹکے ہوئے کاہل الوجود لوگوں کی راہ سے بچنے کی استدعا کی جائے۔

❁......یہ مسنون دعا اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْکَسْلِ (اے اللہ میں تجھ سے کسل مندی وسستی سے پناہ مانگتا ہوں) بکثرت پڑھیں۔ اس سے اندر کا انسان جاگتا ہے۔

❁......لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ بھی سستی دور کرنے کا مؤثر علاج ہے۔ درود شریف واستغفار کی کثرت سستی کے ازالہ میں مؤثر ہے۔

❁......زندگی کے بعض اعلیٰ مقاصد متعین کئے جائیں۔ ان کے حصول کے لئے منصوبہ بندی کی جائے اور محاسبہ کیا جائے کہ ان کے حصول میں کہاں تک کامیابی ہوئی۔ یہ سستی دور کرنے کا اہم گر ہے۔

❁......نیک ترقی یافتہ اچھے وفعّال لوگوں کی صحبت اختیار کی جائے۔ جائز وحلال ذرائع سے روزی کمائی جائے۔ دینی کاموں کو دنیوی کاموں پر ترجیح دی جائے تو اس سے خدا تعالیٰ دنیوی منازل آسان کر دیتا ہے۔ بعض مشکل اور بور کاموں سے طبعًا اکتاہٹ کے سبب سستی واقع ہوتی ہے۔ اس کا حل یہ ہے کہ دعا کر کے شروع کر لیا جائے۔ خود ہی دلچسپی پیدا ہو جائے گی اور سستی رفع ہو جائے گی۔

❁...... کوک، چائے، کافی، کیفین، (جوہر کافی) وقتی چستی پیدا کرتی ہیں۔ مگر اس کے بعد سستی پیدا ہوتی ہے۔ ان کا زیادہ استعمال بے حد مضر ہے۔

❁......سستی کے غلبہ کے وقت ٹہلنا، تازہ ہوا لینا، منہ پر تازہ یا ٹھنڈے پانی کے چھینٹے مارنا یا غسل کرنا، کولڈ باتھ، سٹیم باتھ سستی کا مؤثر علاج ہیں۔

❁......کم خوری سستی کا قدرتی علاج ہے۔ اسی طرح ہلکے پھلکے سادہ سنگل زود ہضم قدرتی کھانے سستی سے بچاتے ہیں۔ سبزیاں، پھل، دالیں مع چھلکا کا استعمال مفید ہے۔

❁......مغزیات مثلاً بادام، چلغوزہ، پستہ، اخروٹ، کشمش، خشک کھجور، سویابین ذہنی چستی پیدا کرتے ہیں۔

❁......مچھلی کا گوشت، چوزے کی یخنی، بکرے کا دماغ یعنی بھیجا انڈا دماغی چستی پیدا کرتے ہیں۔ ایسی سستی جو جسم میں ضروری اجزاء کی کمی کے نتیجہ میں پیدا ہو کا علاج ضروری اجزاء وحیاتین کے استعمال سے دور ہوسکتا ہے۔ مثلاً (ڈاکٹری مشورہ سے)

❁......ملٹی وٹامنز بمع معدنیات وٹامن بی کمپاؤنڈ یا بی کمپلیکس Multi Vitamins + Minerals Complex Vitamin B. Compound or - Vitamin B یا حسب ضرورت وٹامن اے ڈی کا استعمال مفید رہتا ہے۔ اسی طرح کیپسول سویا لیسی تھین .Cap Soya Lecithin یا جنک گوبائی لوبا و جنسنگ Ginkgo Biloba, Gensang ذہنی چستی پیدا کرنے کا قدرتی ومفید علاج ہے۔ اس سے یادداشت اور ذہنی استعداد کار میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔

❁......بائیو و ہومیو ادویات میں (Five Phos) کا استعمال ذہنی سبک رفتاری پیدا کرتا ہے۔

دماغی کام کرنے والوں، زیادہ بیٹھ کر کام کرنے والوں، مصالحہ دار، نشہ آور اشیاء استعمال کرنے والوں، راتوں کو زیادہ جاگنے والوں کے لئے، رات کو نکس وامیکا (Nux Vomica 200)، صبح کو سلفر (Sulpher 200) سستی کے ازالہ کا مؤثر علاج ہے۔

❁❁❁❁❁❁

بقیہ: حاصل مطالعہ از صفحہ نمبر 16

نہ تیرے ظلم سے ٹوٹے گا رشتۂ الفت
نہ حرص مجھ کو بنائے گی اُس سے بیگانہ
ہے تیری سعی دلیل حماقت مطلق
ہے تیری جد و جہد ایک فعل طفلانہ
تیرا خیال کدھر ہے یہ سوچ اے ناداں
رہا ہے دور کبھی شمع سے بھی پروانہ

حضرت مصلح موعودؓ کا پیغام غلامان مصطفیٰ کے نام

فرمایا: ''تمہارا ایمان تو ایسا ہونا چاہئے کہ اگر دس کروڑ بادشاہ بھی تمہیں آ کر کہیں کہ ہم تمہارے لئے اپنی بادشاہتیں چھوڑنے کے لئے تیار ہیں تم ہماری صرف ایک بات مان لو جو اسلام کے خلاف ہے تو تم ان دس کروڑ بادشاہوں سے کہہ دو کہ تُف ہے تمہاری اس حرکت پر، مَیں تو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بات کے مقابلہ میں تمہاری اور تمہارے باپ دادا کی بادشاہتوں پر جُوتی بھی نہیں مارتا''۔ (الفضل 30/جون 1942ء صفحہ 6)

مہدی موعود کی عالمگیر پیشگوئی حضرت اقدسؑ کے مبارک قلم سے

''دیکھو وہ زمانہ چلا آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ خدا اس سلسلہ کی دنیا میں بڑی قبولیت پھیلائے گا اور یہ سلسلہ مشرق اور مغرب اور شمال اور جنوب میں پھیلے گا اور دنیا میں اسلام سے مراد یہی سلسلہ ہوگا۔ یہ باتیں انسان کی نہیں یہ اُس خدا کی وحی ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں''۔

(تحفہ گولڑویہ طبع اول صفحہ 56)

لوائے ما پنۂ ہر سعید خواہد بود
ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد
منم مسیح ببانگ بلند مے گویم
منم خلیفۂ شاہ کہ برسما باشد
مقدر است کہ روزے بریں ادیم زمیں
ہزارہا دل و جاں بر رہم فدا باشد

❁❁❁❁❁❁

MOT

Cars: £38 Vans: £40

Servicing, Tyres & Exhausts.

Mechanical Repairs

All Makes & Models

Rutlish Auto Care Centre

Rutlish Road

Wimbledon - London

Tel: 020 8542 3269

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TLU.K.

''الفضل ڈائجسٹ'' کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

ناقابل فراموش واقعات

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 21/مارچ 2006ء میں مکرم خورشید پربھاکر صاحب (درویش قادیان) کے قلم سے چند ناقابل فراموش واقعات بیان ہوئے ہیں۔ آپ تقسیم ہند کے ایام میں اپنے آبائی گاؤں (ضلع فیصل آباد، پاکستان) آئے ہوئے تھے جہاں آپ کی اہلیہ اپنے اکلوتے بیٹے کو چھوڑ کر وفات پاگئیں۔ چند دن بعد آپ قادیان جانے کے لئے روانہ ہوئے تو بعد میں علم ہوا کہ آپ کی روانگی کے بارہ روز بعد آپ کی والدہ کی بھی وفات ہوگئی تھی۔ بہرحال آپ 15/نومبر 1947ء کی رات کسی طرح قادیان میں محلّہ احمدیہ پہنچنے میں کامیاب ہوگئے جس کے بعد درویشی کے دَور کا آغاز ہوا۔

جب 1948ء میں جماعتی دفاتر میں کام کا آغاز ہوا اور 1950ء میں مکرم خورشید پربھاکر صاحب کو بنارس (یوپی) میں مربی بناکر بھیجا گیا۔ آپ بیان کرتے ہیں کہ جب میں یوپی پہنچا تو چند ماہ قبل وہاں وسیع پیمانہ پر فسادات ہوچکے تھے اور سارا ماحول سہما ہوا تھا۔ ایک روز مجھے قریب سے گزرتے دیکھ کر دو ہندو پنجابیوں نے میرے قتل کا اظہار آپس میں پنجابی زبان میں کیا۔ اُسی شام مَیں دوبارہ اُن سے ملا اور اپنا تعارف کروایا کہ مَیں احمدی مبلغ ہوں اور پنجابی ہوں اور ہمارا اصول ہر ایک سے محبت ہے۔ اُن دنوں میں روزانہ بیس میل پیدل چل کر تبلیغ کیا کرتا تھا۔ دو پیسے کے چوڑا نامی چاول اور گُڑ سے ناشتہ کرتا اور یہی سارے دن کی خوراک تھی۔ پھر قرضہ لے کر ایک سیکنڈ ہینڈ سائیکل خریدلیا اور روزانہ ستّر میل تک کا سفر بھی کرنے لگا۔ دعوت الی اللہ میں کئی بار گالیاں اور مار پٹائی وغیرہ سب کچھ برداشت کیا۔ متواتر باسی روٹی کھانے اور لمبے لمبے سفروں سے سر کے بال چند ماہ میں جھڑ گئے اور گھٹنوں پر بہت بُرا اثر پڑا جس نے بعد میں چلنا پھرنا بھی موقوف کردیا۔

ایک روز شاہجہانپور شہر سے بیس میل دُور قصبہ محمدی میں تبادلہ خیالات ہوتا رہا تو بہت دیر ہوگئی۔ برسات کا موسم تھا اور بارش شروع ہوچکی تھی۔ خیال آیا کہ رات بیدہ پور میں گزارلوں۔ سفر چھوٹا کرنے کے لالچ میں پکی سڑک چھوڑ کر ایک کچا راستہ لے لیا۔ دو تین میل آگے سڑک پر گڑھے بنے ہوئے تھے جن میں پانی بھرا تھا۔ کیچڑ میں سائیکل چلانا دشوار ہوگیا اور مَیں کھیتوں کی پگڈنڈیوں پر زور لگاتے ہوئے جلدی جلدی چلنے لگا۔ دُور دُور تک کسی بستی کا نام ونشان نہ تھا۔ تھوڑا آگے چلا تو رات کے اندھیرے میں معلوم ہوا کہ آگے تو پانی ہی پانی ہے۔ سائیکل کاندھے پر رکھ کر آگے بڑھا تو کھیتوں کی اونچی منڈیروں پر بھی دو دو فٹ پانی تھا۔ اچانک سامنے ایک برساتی نالہ نظر آیا جو پوری طغیانی میں بہہ رہا تھا۔ اُس کے کنارے کھڑے ہوکر ایک سرکنڈے سے پانی کی گہرائی کا اندازہ لگایا تو قریباً آٹھ فٹ تھی۔ پانی کی تیزی دیکھ کر ہوش وحواس گم ہوگئے۔ سامان کے بغیر بھی اس کو پار کرنا ممکن نہ نظر آتا تھا۔ ایک تیز رفتار لہر نالے کے دونوں کناروں کے درمیان لہراتی ہوئی چلتی اور کناروں سے ٹکرا کر واپس ہوجاتی تھی۔ مَیں نے اسی لہر کی مدد سے نالہ پار کرنے کا فیصلہ کیا اور سائیکل سمیت نالے میں اُتر گیا۔ ابھی آدھا راستہ ہی طے کیا تھا کہ لہر آگے نکل گئی اور میرے پاؤں اکھڑ گئے۔ سائیکل کو کندھے سے اتارنے کی کوشش کی لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ پانی مجھے دھکیلتے ہوئے جھیل نما تالاب کی طرف لے جانے لگا۔ موت سامنے دکھائی دی تو مَیں نے پانیوں میں اپنے خالق و مالک اور قادر مطلق کو پکارا کہ اے خدا! اب تیرے علاوہ کوئی دیکھنے والا، سننے والا، مددگار نہیں۔ میری لاش تالاب میں گل سڑ جائے گی۔ اگر موت آچکی ہے تو تُو فرشتوں کو حکم فرما کہ وہ میری اس حالت سے میرے آقا حضرت خلیفہ ثانی کو آگاہ کریں تاکہ حضور میری نماز جنازہ ادا فرمائیں۔

اتنے میں ایک دوسری بڑی لہر آئی جس نے ڈوبتے ہوئے کو اٹھا کر دوسرے کنارے کے اتھلے پانی میں پھینک دیا۔ میرے پاؤں زمین پر لگ گئے۔ پانی کمر تک تھا جسے چیرتا ہوا مَیں دھان کے کھیتوں کی منڈیروں سے ہوتا ہوا خشکی پر پہنچ گیا۔ سارے دن کا بھوکا تھا اور بہت نڈھال ہوچکا تھا۔ ایک چبوترہ راستہ میں آیا تو اُس پر بیٹھ گیا۔ مغرب عشاء کی نمازیں بیٹھ کر ادا کیں اور چبوترے پر ہی لیٹ گیا۔ یہ معلوم نہیں تھا کہ کس جگہ پر ہوں۔ نیم بیہوشی میں دُور سے کتّوں کے بھونکنے کی آواز سنائی دی تو خیال آیا کہ کتّے تو آبادی میں ہوتے ہیں۔ یہ خیال آتے ہی ٹوٹی ہوئی ہمت سے کتّوں کی آوازوں پر دُور تک چلتا چلا گیا۔ سامنے ایک گاؤں نظر آیا۔ ایک گلی میں چار پانچ بوڑھے بزرگ لکڑی کے تنوں پر بیٹھے باتیں کررہے تھے۔ یہ بیدہ پور تھا۔ ان بزرگوں میں سے پیر محمد خانصاحب نے مجھے پہچان لیا اور بھائی واجد علی خانصاحب احمدی کو گھر سے جگا کر لے آئے۔ انہوں نے کھانا کھلایا اور رات آرام سے اُن کے پاس گزاری۔

مکرم مرزا منظور احمد صاحب

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 21/اپریل 2006ء میں مکرم مرزا منظور احمد صاحب کا ذکر خیر اُن کی اہلیہ مکرمہ کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔

مکرم مرزا منظور احمد صاحب 18/جون 1924ء کو ضلع گجرات کے ایک گاؤں پنڈی لالہ میں حضرت مرزا غلام رسول صاحبؓ کے ہاں پیدا ہوئے جو نہایت نیک، دعاگو اور صاحب رؤیا وکشوف بزرگ تھے۔ ابتدائی تعلیم پشاور میں ہوئی اور پانچویں کے بعد آپ کو مدرسہ احمدیہ قادیان میں داخل کروادیا گیا۔ مولوی فاضل کرنے کے بعد گورنمنٹ کالج لاہور میں تعلیم حاصل کی۔ 1949ء میں باٹنی میں M.Sc. کی۔ پھر صوبہ سرحد میں کئی کالجوں میں بطور پرنسپل کام کیا۔ 1984ء میں ریٹائرمنٹ کے بعد کینیڈا آگئے اور یہاں 27/نومبر 2004ء کو وفات پائی۔ تدفین کینیڈا میں قطعہ موصیان میں ہوئی۔

آپ جہاں بھی مقیم رہے جماعتی کاموں میں بھرپور حصہ لیتے رہے۔ ایبٹ آباد میں 1960ء سے 1963ء تک امیر جماعت بھی رہے۔ شروع سے گھر میں نماز باجماعت کی عادت ڈالی چنانچہ ہم نے شادی کے بعد قریباً پچاس سال نماز باجماعت ہی ادا کی ہے۔ بہت مہمان نواز تھے۔ دعوت الی اللہ میں ہمیشہ پیش پیش رہے۔ مضامین لکھے، جلسوں میں تقاریر کیں۔ الغرض جو بھی موقع ہوتا اس میں حصہ لیتے۔

محترم پروفیسر میاں عطاء الرحمٰن صاحب

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 28/اپریل 2006ء میں مکرم لطف الرحمٰن محمود صاحب اپنے والد محترم پروفیسر میاں عطاء الرحمٰن صاحب کا ذکرخیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ آپ بھیرہ میں یکم اپریل 1905ء کو حضرت میاں کرم الدین صاحبؓ کے ہاں پیدا ہوئے۔ آپ کی پیدائش سے قبل اگرچہ آپ کے والد محترم حضرت مسیح موعودؑ کے دست مبارک پر بیعت کرچکے تھے لیکن والدہ نے بیعت نہیں کی تھی۔ پھر انہوں نے خواب دیکھا کہ امام الزمان کے دامن سے وابستہ ہوئے بغیر اولادِ نرینہ کی نعمت نصیب نہیں ہوگی۔ چنانچہ انہوں نے احمدیت قبول کرلی۔ آپ اپنے والدین کی پہلی نرینہ اولاد تھے۔ آپ کا نام حضورؑ نے ہی رکھا۔ پھر مزید چھ بھائی پیدا ہوئے۔

بھیرہ سے میٹرک کیا اور ضلع میں اوّل آئے۔ لاہور میں F.C. کالج میں بھی زیرتعلیم رہے۔ M.Sc. کرنے کے بعد B.T. کی۔ 1944ء میں گورنمنٹ کالج سرگودھا میں استاد تھے جب تعلیم الاسلام کالج میں سائنس کلاسز کا اجراء ہوا۔ اس پر آپ نے بھی زندگی وقف کردی۔ سابقہ کالج کے پرنسپل نے آپ کو بہت سمجھایا لیکن یہ بات اُس کی سمجھ سے بالا تھی۔ اُنہی دنوں آپ کو حضرت مسیح موعودؑ نے خواب میں آکر بشارت دی کہ ''ضروریات زندگی کے حاصل کرنے میں کوئی دقّت پیش نہیں آئے گی''۔

تعلیم الاسلام کالج کے ساتھ ہی آپ قادیان سے لاہور اور پھر ربوہ منتقل ہوگئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے ایک بار آپ کے بارہ میں فرمایا کہ: ''بڑے اخلاص اور محنت کے ساتھ ایک لمبے عرصہ سے تعلیم الاسلام کالج میں جماعت کی خدمت کررہے ہیں۔ بڑے بے نفس اور مضبوط انسان ہیں''۔

آپ کی بےنفسی اور استغناء کا یہ عالم تھا کہ قادیان میں کرایہ کے مکان میں رہتے رہے لیکن تقسیم ہند کے بعد ہجرت کرتے وقت قادیان سے صرف ایک چیز اپنے ہمراہ لائے اور وہ حضرت مسیح موعودؑ کا ایک کوٹ تھا۔ قادیان سے پہلے بھیرہ آئے۔ یہاں بعض افسران نے کہا کہ آپ کو مہاجر ہونے کی بنا پر کوئی گھر الاٹ کردیتے ہیں لیکن آپ نے یہی کہا کہ چونکہ میرا اپنا گھر یہاں موجود ہے، اس لئے مکان کسی اور مستحق کو دیدیں۔ جب بعد میں ربوہ آئے تو یہاں کا سارا عرصہ بھی کرایہ کے مکان میں گزار دیا۔

آپ تہجد گزار اور بہت دعائیں کرنے والے بزرگ تھے۔ موصی تھے اور تحریک جدید کے ابتدائی پنج ہزاری مجاہدین میں شامل تھے۔ مطالعہ کا شغف تھا اور کتابوں کو نہایت محبت سے رکھتے۔ آپ کی زندگی کم خوردن، کم گفتن، کم خفتن کے سانچے میں ڈھلی ہوئی تھی۔ آپ کو پرانی دمہ کی شکایت تھی لیکن 14/جنوری 1982ء کو ایک آپریشن کے بعد حرکت قلب بند ہوجانے سے وفات پائی۔ اس بارہ میں آپ کو کئی سال قبل اشارۃً بتلایا جاچکا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے نماز جنازہ پڑھائی اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین عمل میں آئی۔

محترم صدرالدین کھوکھر صاحب

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 20/اپریل 2006ء میں محترم صدرالدین کھوکھر صاحب کا ذکرخیر اُن کے بھائی مکرم مولانا منیرالدین احمد صاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔

ہمارے والد حضرت میاں قمرالدین صاحبؓ نے 1902ء میں حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کی توفیق پائی۔ اُن کی وفات 1938ء میں ہوئی جس کے بعد ہم چھوٹے بھائی بہنوں کا خیال دو بڑے بھائیوں مکرم عبدالرحیم صاحب اور مکرم صدرالدین کھوکھر صاحب نے کیا۔ جب حضرت مصلح موعودؓ نے جماعت کو تحریک فرمائی کہ خاندانی وقف کو فروغ دیا جائے یعنی باپ اپنا بیٹا وقف کرے اور اُس کی تعلیم وتربیت کا ذمہ اٹھائے تو دونوں مذکورہ بھائیوں نے اپنے بیٹوں بالترتیب مکرم عبدالحفیظ کھوکھر صاحب (حال لندن) اور مکرم قمر داؤد کھوکھر صاحب (حال آسٹریلیا) کو وقف کردیا۔

مکرم صدرالدین کھوکھر صاحب نے جوانی سے ہی خدمت دین اور خدمت خلق کو اپنا شعار بنالیا۔ احمدیوں کے علاوہ کثرت سے غیراحمدی بیوگان، یتامیٰ اور غرباء کا خیال رکھتے۔ قادیان میں حفاظت مرکز کی خاطر کچھ عرصہ وہاں مقیم رہے۔ وہاں سے واپس آئے تو گوجرانوالہ میں خدام الاحمدیہ کے سرگرم رکن رہے۔

جماعت کراچی میں لمبا عرصہ سیکرٹری رشتہ ناطہ کے طور پر خدمت کی۔ گیسٹ ہاؤس کی نگرانی کی ڈیوٹی

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 30/جون 2006ء میں خلافت کی نعمت سے متعلق مکرم ظہور احمد صاحب کی ایک نظم شامل اشاعت ہے۔ اس میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

خلافت ایک نعمت ہے خدائے پاک کا احساں
گروہ مومنین و صالحین کی ہے پہچاں
جنہوں نے عہد باندھا اور ہوئے وابستۂ داماں
خدا کی گود میں ہیں وہ انہیں پر سایۂ رحماں

بھی ادا کرتے رہے۔ ہر سال مجلس شوریٰ میں کراچی سے نمائندہ کے طور پر مرکز آیا کرتے تھے۔ برطانیہ میں مستقل طور پر جبکہ جرمنی اور کینیڈا میں بھی جلسہ سالانہ کے دوران چائے کے سٹال کی ذمہ داری نبھاتے رہے۔

24/اگست 2005ء کو مکرم صدرالدین کھوکھر صاحب کی وفات ہوئی۔

۞ ۞ ۞

وفادار کتّے اور ان کا استعمال

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 13/مارچ 2006ء میں مکرم بریگیڈیئر (ر) سید ممتاز احمد صاحب وفادار کتّوں کے استعمال سے متعلق اپنے مضمون میں لکھتے ہیں کہ کتا خونخوار ہونے کے ساتھ ساتھ وفادار بھی ہے۔ چنانچہ خونخوار ہونے کی وجہ سے اس کو حفاظتی کاموں میں بہترین سمجھا جاتا ہے۔ اپنی عقل اور قوّت شامہ کی بدولت قانون شکن افراد کو پکڑنے کیلئے کتّے بہترین ثابت ہوتے ہیں۔ مشہور ادیب ایڈمرل شفیق الرحمٰن کو جب ایک بڑے میڈیکل سٹور کا انچارج بنایا گیا تو ادویات کی چوری کو وہ تلاشی کے باوجود نہ روک سکے۔ چنانچہ انہوں نے آرمی ڈاگ سینٹر سے کتے منگوالئے جو ملازموں کو سونگھ کر جانے کی اجازت دیتے، اس طریق سے چوریاں پہلے دن سے رُک گئیں۔

دوسری جنگ عظیم میں جرمنوں نے فرانس کے شمالی علاقہ پر قبضہ کیا تو برطانیہ جہاز سے پیراشوٹ کے ذریعے اس علاقے میں اپنے جاسوس رات کو اتار دیتا تھا جو پھر ریل کی پٹڑیوں، پلوں وغیرہ کو تباہ کرتے تھے۔ اس کے سدّباب کیلئے جرمنوں نے بڑی تعداد میں خونخوار کتّے حاصل کئے جو پیراشوٹ کو سونگھ کر جاسوس کو تلاش کرلیتے تھے۔ ان کتّوں کی مدد سے برطانیہ کے بہت سے جاسوس پکڑے گئے۔ چنانچہ برطانیہ کے سائنسدانوں نے کتوں کو بہکانے کیلئے کئی ماہ کے تجربات کے بعد ایک دوا تیار کی جس کے چھڑکنے سے کتے انسان کی بو میں تمیز کرنے سے عاجز آجاتے۔ جاسوس یہ دوا اپنے ساتھ لے جاتے، جہاں اترتے وہاں دوائی اچھی طرح چھڑک کر رخصت ہوتے۔

جنرل ایوب خان 1951ء میں یورپ کے کئی ممالک کے دورے پر گئے وہاں کی فوجی صلاحیتوں کا جائزہ لیا۔ واپس آتے ہی انہوں نے پاکستانی فوج میں بھی کتوں کے یونٹ کو قائم کرنے کا فیصلہ کیا اور اس مقصد کے لئے مضمون نگار اور کیپٹن عبدالسلام سہیل صاحب کو آٹھ دیگر جوانوں کے ساتھ جرمنی بھیجا جنہوں نے کتّوں کو فوجی مقاصد کے لئے استعمال کرنے کے طریق سیکھے اور واپسی پر ان دس فوجیوں کے ساتھ بیس کتّے بھی تھے۔ اس طرح راولپنڈی میں آرمی ڈاگ سینٹر قائم ہوا جو آج بھی موجود ہے۔

۞ ۞ ۞

سلائی مشین۔ ایک مفید ایجاد

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 8/مارچ 2006ء میں سلائی مشین کی ایجاد سے متعلق ایک تفصیلی معلوماتی مضمون شامل اشاعت ہے۔

1755ء میں ایک جرمن Charles Weisenthal نے درزیوں کی سہولت کے لئے دہری نوکدار سوئی تیار کی تھی۔ لیکن سلائی مشین کی ترقی میں پہلا واقعہ اس وقت رونما ہوا جب انگلستان کے تھامس سینٹ نے 1790ء میں ایک مشین ایجاد کی جو کپڑے پر بخیہ لگانے کے علاوہ ٹانکا بھی لگا سکتی تھی۔ یہ مشین رضائی یا لحاف میں نگندے بھی ڈال سکتی تھی۔ اس میں موجودہ دور کی سلائی مشین والی کچھ خصوصیات بھی موجود تھیں۔ ابتدائی دور میں تھامس سینٹ کا خیال تھا کہ سلائی مشین ہاتھ سے سلائی کی حرکات کے تکراری عمل کو مدنظر رکھ کر ہی تیار کی جاسکتی ہے۔ یہ ایک بنیادی غلطی تھی جو مزید چالیس سال جاری رہی۔ آخر 1830ء میں فرانس کے ایک غریب درزی Barthelemy Thimonier نے پہلی مشین ایجاد کی جو صحیح معنوں میں سلائی کا کام کرتی تھی۔

تھمونیئر فرانسیسی صوبہ Loire کے ایک صنعتی قصبہ سینٹ ایٹائن (St. Eteinne) میں کام کرتا تھا۔ وہ اکثر ان عورتوں کی قوت برداشت پر حیرت کا اظہار کیا کرتا تھا جو تمام دن کروشیہ کی مدد سے کشیدہ کاری کرتی رہتی تھیں۔ اُنہیں دیکھ دیکھ کر ہی اُسے ایسی مشین بنانے کا خیال آیا۔ 1830ء تک اس نے اپنی انتھک کوششوں کا ثمر حاصل کرلیا۔ اس کی سلائی مشین کی بنیادی خوبی اس کی سوئی کا نوک سے اوپر کی جانب خمدار ہونا تھی۔ یہ سوئی ایک پیڈل سے حرکت کرتی تھی جو پاؤں کی حرکت سے کام کرتا تھا۔ سوئی کی ہر بار اوپر نیچے حرکت سے مشین ایک ٹانکا لگاتی تھی۔ اسی مشین کے اصول کو مدنظر رکھتے ہوئے بعد میں سلائی مشینیں بنائی گئیں۔ تھمونیئر نے اپنی اس ایجاد کو پیٹنٹ بھی کروایا۔ پھر اس نے پیرس جاکر وہاں کے Sevres نامی کوچے میں اپنی ایک ورکشاپ بنالی۔ اس کا یہ کاروبار چمک اٹھا اور جلد ہی اس کی ورکشاپ میں بیس کاریگر کام کرنے لگے۔ پیرس کے درزیوں نے پہلے تو تھمونیئر کی ایجاد کو ایک مذاق سمجھا لیکن جلد ہی انہیں اندازہ ہوگیا کہ یہ سلائی مشین ان کی روزی کے لئے واقعی ایک خطرہ ثابت ہوسکتی ہے۔ ایک دن یہ لوگ طیش میں اُس کی ورکشاپ پر حملہ آور ہوئے۔ تھمونیئر کی ورکشاپ میں اسّی مشینوں پر فوجی کپڑوں کی سلائی کا کام جاری دیکھ کر مخالفین نے ورکشاپ کو مکمل طور پر تباہ کردیا اور تھمونیئر کو بری طرح زخمی کردیا۔

تھمونیئر کا کاروبار تباہ ہوگیا اور وہ اپنی ایک مشین بغل میں دبا کر پیرس کی گلیوں میں کسی درزی کے پاس نوکری ڈھونڈنے پر مجبور ہوگیا۔ لیکن جب کسی نے بھی اُس سے تعلق نہ رکھا تو وہ مجبوراً اپنے آبائی قصبہ چلا گیا۔ وہاں اُس نے مزید تحقیق کی اور جلد ہی ایسی مشین تیار کی جو ایک منٹ میں 300 بخئے لگاسکتی تھی۔ اس امید پر کہ انگریز کارخانہ دار اس کی اس ایجاد میں دلچسپی لیں گے، تھمونیئر نے انگلستان میں اپنی ایجاد کے حقوق فروخت کردیئے۔ اس نے اپنی زندگی کے آخری ایام فرانس میں انتہائی غربت کی حالت میں گزارے۔ تھمونیئر کا انتقال 1857ء میں ہوا۔

اُسی زمانہ میں دو امریکی بھی سلائی مشین کی ایجاد کی کوششوں میں مصروف تھے۔ ایک نیویارک کا Walter Hunt جس نے سیفٹی پن بھی ایجاد کی تھی۔ دوسرا Elias Howe جو میساچوسٹس کا رہنے والا تھا۔ ہنٹ کی مشین میں تھمونیئر والی مشین کی طرح ایک خمیدہ سوئی اوپر نیچے حرکت کرتی تھی لیکن اس نے نوک کے قریب سوئی میں سوراخ بھی بنایا ہوا تھا اور ایک شٹل بھی تھا جس کے نتیجہ میں ایک ایسا ٹانکہ لگتا تھا جو بہت مضبوط ہوتا تھا۔ لیکن بدقسمتی سے اس نے طویل عرصہ تک اپنی ایجاد کو پیٹنٹ نہ کروایا چنانچہ وہ 1850ء کے عشرہ کے دوران امریکہ میں سلائی مشین سازی کے حقوق کی قانونی کوششوں میں براہ راست شامل نہ ہوسکا۔

ایلیاس ہاؤ نے بھی اپنے تجربات کی مدد سے ہنٹ کی طرح ہی مشین ایجاد کی۔ تاہم یہ اُس سے بہتر بھی تھی۔ 1846ء میں وہ اپنی ایجاد کے حقوق محفوظ کروانے کے بعد لندن چلا گیا اور اس نے برطانوی حقوق ولیم تھامس نامی ایک شخص کے ہاتھ فروخت کردیئے جو عورتوں کی شمیضیں بنانے کا کام کرتا تھا۔ ہاؤ چند سال لندن میں رہا اور 1850ء تک وہ واپس نیویارک چلا گیا۔ ہاؤ کو نیویارک واپس آنے کے لئے کرایہ اکٹھا کرنے کی خاطر اپنی امریکی ایجاد کے حقوق کو لندن میں رہن رکھنا پڑا تھا۔ بعد میں اس نے یہ حقوق دوبارہ حاصل کرلئے۔ امریکہ پہنچ کر اُسے معلوم ہوا کہ اس کی غیرموجودگی میں بہت سی نئی ایجادات کے حقوق محفوظ کرائے گئے ہیں۔ ان میں سے ایک ایجاد Allen Wilson کی تھی۔ ولسن کی مشین سادہ لیکن زیادہ عملی نوعیت کی تھی۔ اسی طرح Isaac Merritt Singer نے ایک ایسی مشین کے حقوق محفوظ کروائے تھے جو بنیادی طور پر ہاؤ کی مشین جیسی تھی لیکن اس سے زیادہ عملی اور عمدہ خصوصیات کی حامل تھی۔ 1851ء کے سلائی مشین کے امریکی موجدوں میں Seymour اور William Grover کے نام بھی آتے ہیں جنہوں نے دہرا زنجیری ٹانکا اختراع کیا تھا۔

اب ہاؤ نے دوسری مشینوں کو ترقی دینے کی کوششیں شروع کردیں۔ 1854ء میں بوسٹن کی عدالت میں ہاؤ کا اپنے حریفوں کے ساتھ ایک تنازعہ چل نکلا۔ دعویٰ یہ تھا کہ اگرچہ سنگر نے ہاؤ کے نظریہ کو مدنظر رکھ کر اپنی مشین ایجاد کی تھی لیکن ہاؤ کی مشین بیک وقت صرف چند انچ تک مسلسل بخیہ لگاسکتی تھی لیکن سنگر کی مشین مسلسل بخئے لگاتی تھی اور مارکیٹ میں اُسی کی مشین کو پسند کیا جاتا تھا۔ یہ درحقیقت سلائی مشین سازوں اور موجدوں کے مابین ایک تلخ اور متشدد کشمکش تھی جو امریکی عدالتوں اور پریس میں جاری رہی۔ آخرکار تمام فریقوں کے مابین ایک معاہدہ طے پاگیا۔ یہ معاہدہ ''سلائی مشین کارپوریشن'' کے قیام سے ممکن ہوا جس میں ہر مشین کی فروخت میں سے رائیلٹی پانچ موجدوں کو دی جانی تھی۔ لیکن ہاؤ کو اس بات کی خبر نہ تھی کیونکہ وہ 1867ء میں پیرس میں انتقال کرچکا تھا۔ انتقال سے قبل اسی سال اسے لجن آف آنر کا تمغہ بھی دیا گیا۔

سلائی مشین یقیناً ایک ایسی مشین تھی جو ہر گھر میں استعمال ہوسکتی تھی۔ اسی وجہ سے یہ مشین گھریلو استعمال کی پہلی شے تھی جو قسط وار خریداری کے نظام کے تحت بڑی تعداد میں فروخت کی گئی۔ آج دنیا کی بے شمار چیزوں (بوٹ، پیراشوٹ، صوفہ سیٹ وغیرہ) کی سلائی کے لئے 2000 سے زائد اقسام کی سلائی مشینیں استعمال کی جاتی ہیں۔ ان میں سب سے بڑی مشین سات سوئیوں والی سلائی مشین ہے جو سات قطاروں کی شکل میں دہرا زنجیری بخیہ لگاتی ہے۔ یہ مشین ایک منٹ میں 20000 بخیے لگاتی ہے۔ ایک مشین ایسی بھی ہے جس کا وزن ایک ٹن ہے۔ ایک ایسی سلائی مشین بھی موجود ہے جو تیل صاف کرنے میں استعمال ہونے والے خاص مادوں پر ٹیڑھے میڑھے بخیئے لگاتی ہے۔ ایک اور قسم کی مشین کتابوں کے صفحات کی سلائی کرکے انہیں اکٹھا جوڑتی ہے۔ ہوزری کے کارخانوں میں استعمال ہونے والی مشینوں کی نظر نہ آنے والی سوئیاں ایک سیکنڈ میں 80 دفعہ اوپر نیچے حرکت کرتی ہیں۔

ایک ایسی سلائی مشین بھی ایجاد ہوچکی ہے جو سوئی کے بغیر ٹانکا لگاتی ہے۔ اس حیران کن مشین میں بلند فریکوینسی والی برقی رو کی حرارت سے بالکل ایسے سوراخ بنتے ہیں جیسے سوئی سوراخ بناتی ہے۔ اس قسم کی مشینیں پلاسٹک والے مادوں کی سلائی کے لئے خاص طور پر موزوں ہوتی ہیں۔

۞ ۞ ۞

اعزازات

☆ مکرم ڈاکٹر قمر احمد شمس صاحب حال NASA (امریکہ) کو مندرجہ ذیل دو ایوارڈز سے نوازا گیا۔

ا۔ Whitcomb ایوارڈ ایسے سینسرز بنانے پر ملا جس سے ہوائی جہاز کے Landing Gear Fluid کا لیول چند سیکنڈ میں معلوم کیا جاسکتا ہے۔

۲۔ R&D100 ایوارڈ ایسی ٹیکنالوجی Develop کرنے پر ملتا ہے جسے انٹرنیشنل کمپنیاں ٹیسٹ کرچکی ہوں۔ اس ٹیکنالوجی کا نام Wireless Magnetic Field Sensor ہے جس سے پائلٹ کو سینکڑوں میل پہلے فضائی کیفیت کا علم ہوجائے گا۔

یہ ایوارڈ آپ کو درج ذیل ٹیکنالوجیز کیلئے بھی دیا گیا:

ا۔ خلابازوں کی خلا میں رہائش گاہوں کی دیواروں پر مختلف کیمیائی مادے معلوم کرنے والے سینسرز Develop کرنے پر۔

۲۔ خلائی سیاروں کے مرکز میں سے سگنل وصول کرنے والے سینسرز Develop کرنے پر۔

۳۔ مذکورہ سینسرز میں تبدیلی کرکے انہیں طبّی مقاصد کے لئے استعمال کرنے پر۔

☆ مکرم عطاء الوہاب صاحب ابن مکرم محمد افضل صاحب فیصل آباد بورڈ میں (میٹرک) سائنس گروپ میں دوم آئے ہیں۔

☆ مکرم اعزاز احمد صاحب ابن مکرم چودھری ناصر محمود وڑائچ صاحب نے پری انجینئرنگ F.Sc میں گوجرانوالہ بورڈ میں دوم پوزیشن حاصل کی ہے۔

☆ مکرم منصور احمد ضیاء صاحب ابن مکرم مبارک احمد ضیاء صاحب نے F.A. کے امتحان میں فیصل آباد بورڈ میں تیسری پوزیشن حاصل کی ہے۔

☆ مکرم محمد ارشد رانا صاحب آف کراچی کی ایک بیٹی مکرمہ ندرت بشریٰ صاحبہ نے جناح یونیورسٹی سے B.Sc. (آنرز) میتھ میں اوّل آکر شیلڈ، گولڈ میڈل اور نقد انعام حاصل کیا ہے۔ جبکہ دوسری بیٹی مکرمہ راحت بشریٰ صاحبہ نے جناح یونیورسٹی سے B.Sc. (آنرز) میتھ میں دوسری پوزیشن حاصل کی ہے۔

☆ مکرمہ فریحہ آصف صاحبہ بنت مکرم مرزا آصف بیگ صاحب نے یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی لاہور سے آرکیٹیکچرل انجینئرنگ میں اوّل آکر گولڈ میڈل حاصل کیا ہے۔

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 24/جنوری 2006ء میں شامل اشاعت مکرم محمود الحسن صاحب کی ایک غزل سے انتخاب پیش ہے:

تمہاری ایک جھلک جب کبھی نظر آئی
زمیں سے تا بہ فلک روشنی نظر آئی
ہے بے شمار تصنّع نگارخانوں میں
دیارِ حسن میں اِک سادگی نظر آئی
مرے رسولؐ کا یہ بھی تو اک کرشمہ ہے
خدا کی ذات جو دیکھی نہ تھی نظر آئی

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

11th May 2007 – 17th May 2007

Please Note that programme and timings may change without prior notice All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8875 4272 or fax +44 20 8874 8344

Friday 11th May 2007

00:00 Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
01:05 Spotlight
01:45 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 6, Recorded on 17/09/1994.
03:00 Huzoor's Tours: Programme documenting Huzoor's tour to Burkina Faso, West Africa.
04:00 Tarjamatul Qur'an Class: An in-depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Session no. 177, Recorded on 18th February 1997.
04:55 Poem Recital Competition.
06:05 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
06:55 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) class with Huzoor. Recorded on 18th January 2004.
08:00 Le Francais C'est Facile: programme no. 106.
08:25 Siraiki Service
09:05 Urdu Mulaqa'at with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Urdu speaking guests. Session 28 recorded on 27th January 1995.
10:05 Indonesian Service
11:05 Seerat Sahaba Rasool (saw)
12:00 Live Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V, from Baitul Futuh.
13:10 Tilaawat & MTA News review
14:00 Dars-e-Hadith
14:10 Bangla Shomprochar: a discussion in Bengali replying to various allegations made against the Ahmadiyya Muslim Jama'at.
15:20 Seerat Sahaba Rasool (saw) [R]
16:05 Friday Sermon [R]
17:10 Interview: An interview with Abdul Manan Naheed.
18:05 Le Francais C'est Facile: programme no. 106 [R]
18:30 Arabic Service: Discussion programme about the true concepts of Islam. Rec: 04/05/07.
20:30 MTA International News Review Special
21:10 Friday Sermon [R]
22:15 MTA Travel: a visit to Calgary, Canada.
22:50 Urdu Mulaqa'at: Session 28 [R]

Saturday 12th May 2007

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
00:50 Le Francais C'est Facile: Lesson no. 106.
01:15 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 7, Recorded on 30/10/1994.
02:15 Interview: An interview with Abdul Manan Naheed.
03:15 Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V. Recorded on 11th May 2007.
04:20 Urdu Mulaqa'at: a question and answer session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and Urdu speaking friends. Session no. 28. Recorded on 27th January 1995.
05:35 MTA Travel: a visit to Calgary, Canada.
06:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
07:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) class with Huzoor. Recorded on 11th January 2004.
08:05 Ashab-e-Ahmed
08:50 Friday Sermon [R]
10:00 Indonesian Service
11:00 French Service
12:00 Tilaawat & MTA International Jama'at News
13:00 Bangla Shomprochar
14:00 Intikhab-e-Sukhan: Poem request programme
15:00 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) [R]
15:55 Moshaa'irah: an evening of poetry
16:55 Question Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad Khalifatul Masih IV (ra) in Urdu. Recorded on 10/02/1984.
18:00 Attractions of New Zealand
18:30 Live Arabic Service: Arabic discussion programme about the true concepts of Islam.
20:30 MTA International Jama'at News
21:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) [R]
22:00 Ashab-e-Ahmed [R]
22:55 Friday Sermon [R]

Sunday 13th May 2007

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
01:05 Qur'an Quiz
01:30 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 8, recorded on 05/11/1994.
02:40 Kidz Matter
03:15 Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V. Recorded on 11th May 2007.
04:15 Moshaa'irah: an evening of poetry
05:30 Attractions of Australia
06:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
06:45 Children's class with Huzoor. Recorded on 31st January 2004.
07:55 Huzoor's tours: a programme documenting Huzoor's visit to Benin.
09:30 Kidz Matter: kids discussion programme.
10:10 Indonesian Service
11:30 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
12:35 Bangla Schomprochar
13:30 Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V. Recorded on 11th May 2007.
14:30 Children's Class [R]
15:45 Huzoor's Tours [R]
17:20 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 2nd November 1996.
18:30 Arabic Service
19:30 Kidz Matter [R]
20:10 MTA International News Review [R]
20:45 Children's Class [R]
21:55 Huzoor's Tours [R]
23:30 Ilmi Khutbaat

Monday 14th April 2007

00:30 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
01:30 Learning Arabic: lesson no. 2
01:45 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 9, Recorded on 19/11/1994.
02:50 Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V. Recorded on 11th May 2007.
03:50 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 2th November 1996.
05:05 Ilmi Khutbaat
06:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
07:15 Bustan-e-Waqfe Nau class with Huzoor, recorded on 24th January 2004.
08:20 Le Francais C'est Facile: programme no. 53
09:00 Rencontre Avec Les Francophones: A weekly studio sitting with French speaking friends with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 9th February 1997.
10:05 Indonesian Service
11:15 Ghazwat-e-Nabi (saw): a discussion about the Holy war of Badr.
12:20 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
13:15 Bangla Schomprochar
14:15 Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, recorded on 09/06/2006.
15:20 Bustan-e-Waqfe Nau Class [R]
16:20 Jalsa Salana UK: speech delivered by Aftab Ahmad Khan on the topic of 'The golden principles needed for the upbringing of children'. Recorded on 27th July 1996.
16:45 Medical Matters
17:20 Rencontre Avec Les Francophones [R]
18:30 Arabic Service
19:30 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 10, Recorded on 25/11/1994.
20:35 MTA International Jama'at News
21:10 Bustan-e-Waqfe Nau class [R]
22:30 Friday Sermon: recorded on 09/06/2006 [R]
23:30 Jalsa Salana Speech [R]

Tuesday 15th May 2007

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
01:00 Learning French
01:25 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 10, Recorded on 25/11/1994.
02:45 Friday Sermon: recorded on 02/06/2006.
03:30 Rencontre Avec Les Francophones: A weekly studio sitting with French speaking friends with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra).
Recorded on 9th February 1998.
04:35 Jalsa Salana Speech
05:00 Ghazwat-e-Nabi (saw)
06:00 Tilaawat, Dars-e-Majmooa & MTA News
07:10 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) with Huzoor. Recorded on 1st February 2004.
08:20 Learning Arabic: Programme no. 2
08:35 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 17th November 1996.
10:10 Indonesian Service
11:05 Sindhi Service
12:05 Tilaawat, Dars-e-Majmooa & MTA News
13:10 Bangla Shomprochar
14:20 Jalsa Salana UK 2005: opening address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V. Recorded on 29th July 2005.
15:20 Learning Arabic: Programme no. 2 [R]
15:35 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) [R]
16:45 Al Wassiyat: a discussion in English about the institution of Wassiyat.
17:40 Learning Arabic [R]
17:55 MTA Travel: a visit to Athens, Greece.
18:30 Arabic Service
20:30 MTA International News Review Special
21:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) [R]
22:05 Al Wassiyat [R]
23:00 Address by Hadhrat Khalifatul Masih V [R]

Wednesday 16th May 2007

00:00 Tilaawat, Dars-e-Majmooa & MTA News
01:15 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 11. Recorded on: 02/12/1994.
02:25 Al Wassiyat
03:15 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 17th November 1996.
04:30 Address by Hadhrat Khalifatul Masih V [R]
06:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
06:55 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) class with Huzoor, recorded on 25th January 2004.
08:00 Seerat Masih-e-Maud (as).
08:40 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 24th November 1996.
09:50 Indonesian Service
10:50 Swahili Service
12:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
13:05 Bangla Shomprochar
14:05 Ilmi Khitabaat
14:55 Jalsa Salana UK: speech delivered by Aftab Ahmad Khan on the topic of 'The golden principles needed for the upbringing of children'. Recorded on 27th July 1996.
15:25 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) class [R]
16:25 Question and Answer Session [R]
17:45 Lajna Magazine
18:30 Arabic Service
19:25 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 12, recorded on 06/12/1994.
20:30 MTA International News Review
20:55 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) class [R]
21:55 Jalsa Speeches [R]
22:25 Hamaari Kaaenat
22:50 Australian Documentary
20:20 Friday Sermon [R]

Thursday 17th May 2007

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
01:05 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 12, recorded on 06/12/1994.
02:10 The Philosophy of the Teachings of Islam
02:40 Hamari Kaa'enaat
03:15 Ilmi Khitabaat
04:00 Lajna Magazine
04:40 Australian Wildlife
05:25 Jalsa Speeches
06:00 Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
07:05 Children's class with Huzoor. Recorded on 14th February 2004.
08:00 English Mulaqa'at: A question and answer session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and English speaking friends. Session 23. Recorded on 25/06/1994.
09:15 Huzoor's Tours: programme documenting Huzoor's visit to Burkina Faso, West Africa.
10:00 Indonesian Service
10:55 Al Maa'idah
11:15 Dars-e-Hadith
11:30 MTA Travel: a visit to the United Arab Emirates.
12:00 Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
12:55 Bengali Service
14:00 Tarjamatul Qur'an Class: In depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Session 178, recorded on 24th February 1997.
15:05 Huzoor's Tours [R]
16:00 English Mulaqa'at [R]
17:20 Poem Recital competition
18:30 Arabic Service
20:35 MTA News Review
21:10 Tarjamatul Qur'an Class, Session: 178 [R]
22:15 Spotlight
23:15 Children's class [R]

****Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00GMT & 17:00GMT***

Translations for Hazoor's Programmes are available.
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 14 Friday May 04, 2007 Issue No. 18

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاھد۔ مؤرخ احمدیت

ایک پکّا سرکاری مسلمان

روزنامہ دن لاہور21/جون2005ءکی تہلکہ آمیز خبر (پریس کانفرنس ایس ایس پی انویسٹی گیشن)

''اس گینگ کا سرپرست اعلیٰ حافظ عبدالسلام تھا جو اپنے آپ کو''المسلم''تنظیم کا سربراہ کہتا تھا اور 1999ء میں تبلیغی مرکز رائے ونڈ کی عقبی دیوار کے ساتھ دو غیر ملکی جن میں ایک مصری اور ایک تنزانیہ کا باشندہ شامل تھا کے ساتھ بم دھماکہ کیا تھا اور پھر گرفتار ہوکر جیل چلا گیا۔جیل میں دیگر ملزموں سے مل کر''المسلم''تنظیم بنائی۔اس گروہ کے مولوی شہزادواہلہ اور آصف جٹ بھی جیل میں ساتھی بنے بعدازاں رہا ہوکر باہر آئے تو انہوں نے گروہ بنایا۔یہ گروہ ہر واردات کا پانچ فیصد حصہ تنظیم کے لئے بطور ''خمس'' حافظ عبدالسلام کو دیتے تھے۔گروہ نے گرفتاری کے بعد 15 سنگین وارداتوں کا اعتراف کیا ہے۔ دوسرے گینگ کے افراد ایک پوٹھوہار جیپ میں سوار ہوکر وارداتیں کرتے تھے جو انہوں نے ایک سرکاری ادارے کی چوری کی تھی۔اس گروہ نے10 سنگین وارداتوں کا اعتراف کیا۔پولیس نے ان سے لوٹا ہوا مال پوٹھوہار جیپ ،چار موٹر سائکل ،زیورات ، نقدس،کیمرے ، موبائل فون،لائسنسی اسلحہ اور قیمتی گھڑیاں برآمد کیں جن کی مالیت22لاکھ سے زائد ہے''۔

بھٹو اسمبلی کی''کرامات''ملاحظہ فرمایئے کہ ایسے ایسے سرکاری مسلمان اُس کی''برکت'' سے پیدا ہو چکے ہیں جو ''المسلم'' کے سربراہ بھی ہیں اور بموں سے اپنے مصیبت زدہ مسلمان بھائیوں کے مصائب کا خاتمہ کرنے کا بھی ''جہاد'' فرمارہے ہیں !! کہاں ہیں وہ مُلّا جو اس سرکاری مسلمان کو بھٹو اور احرار کے دائرہ اسلام سے خارج کرسکے؟

مسلمانوں کا عالمی چڑیا گھر

رسالہ'' قادیانی مسئلہ'' کے مصنف ابوالاعلیٰ مودودی صاحب بانی جماعت اسلامی کے قلم سے:

اسلام اس وقت اسی آخری مرحلے پر پہنچ چکا ہے۔ مسلمان کے نام سے جو قوم اس وقت موجود ہے وہ خود بھی اس حقیقت کو بھول گئی ہے اور اس کے طرز عمل نے دنیا کو بھی یہ بات بھلا دی ہے کہ اسلام اصل میں ایک تحریک کا نام ہے جو دنیا میں ایک مقصد اور کچھ اصول لے کر اٹھی تھی اور مسلمان کا لفظ اس جماعت کے لئے وضع کیا گیا تھا جو اس تحریک کی پیروی اور اس کی علمبرداری کے لئے بنائی گئی تھی۔تحریک گم ہوگئی۔اُس کا مقصد فراموش کردیا گیا۔اس کے اصولوں کو ایک ایک کرکے توڑا گیا۔اور اس کا نام اپنی تمام معنویت کھودینے کے بعد اب محض ایک نسلی ومعاشرتی قومیت کے نام کی حیثیت سے استعمال کیا جارہا ہے۔حد یہ ہے کہ اسے ان مواقع پر بھی بے تکلف استعمال کیا جاتا ہے جہاں اسلام کا مقصد پامال ہوتا ہے،جہاں اس کے اصول توڑے جاتے ہیں،جہاں اسلام کے بجائے غیر اسلام ہوتا ہے۔

بازاروں میں جایئے''مسلمان رنڈیاں'' آپ کو کوٹھوں پر بیٹھی نظر آئیں گی اور''مسلمان زانی'' گشت لگاتے ملیں گے۔جیل خانوں کا معائنہ کیجئے۔''مسلمان چوروں ،مسلمان ڈاکوؤں''اور'' مسلمان بدمعاشوں'' سے آپ کا تعارف ہوگا۔دفتروں اور عدالتوں کے چکر لگایئے رشوت خواری ،جھوٹی شہادت ،جعل،فریب ،ظلم اور ہر قسم کے اخلاقی جرائم کے ساتھ آپ لفظ''مسلمان'' کا جوڑا لگا ہوا پائیں گے۔سوسائٹی میں پھریے۔کہیں آپ کی ملاقات '' مسلمان شرابیوں'' سے ہوگی۔کہیں آپ کو''مسلمان قمارباز'' ملیں گے۔ کہیں ''مسلمان سازندوں'' اور ''مسلمان گویوں''اور''مسلمان بھانڈوں''سے آپ دوچار ہوں گے۔بھلا غور تو کیجئے ،یہ لفظ''مسلمان'' کتنا ذلیل کر دیا گیا ہے اور کن کن صفات کے ساتھ جمع ہو رہا ہے ۔ مسلمان اور زانی ،مسلمان اور شرابی،مسلمان اور قمارباز ، مسلمان اور رشوت خوار!اگر وہ سب کچھ جو ایک کافر کر سکتا ہے وہی ایک مسلمان بھی کرنے لگے تو پھر مسلمان کے وجود کی دنیا میں حاجت ہی کیا ہے؟ اسلام تو نام ہی اس تحریک کا تھا جو دنیا سے ساری بداخلاقیوں کو مٹانے کے لئے اٹھی تھی۔اس نے تو مسلمان کے نام سے اُن چیدہ آدمیوں کی ایک جماعت بنائی تھی جو خود بلند ترین اخلاق کے حامل ہوں اور اصلاح اخلاق کے علمبردار بنیں۔اس نے اپنی جماعت میں ہاتھ کاٹنے کی، پتھر مار مار کر ہلاک کردینے کی،کوڑے برسا برسا کر کھال اڑا دینے کی،حتی کہ سولی پر چڑھا دینے کی ہولناک سزائیں اسی لئے تو مقرر کی تھیں کہ جو جماعت دنیا سے زنا کو مٹانے اٹھی ہے خود اس میں کوئی زانی نہ پایا جائے ،جس کا کام شراب کا استیصال ہے وہ خود شراب خوروں کے وجود سے خالی ہو، جسے چوری اور ڈاکہ کا خاتمہ کرنا ہے خود اس میں کوئی چور اور ڈاکو نہ ہو،اس کا مقصد ہی یہ تھا کہ جنہیں دنیا کی اصلاح کرنی ہے وہ دنیا بھر سے زیادہ نیک سیرت،عالی مرتبہ اور باوقار لوگ ہوں۔ اسی لئے قماربازی ،جعلسازی اور رشوت خواری تو درکنار، اس نے تو اتنا بھی گوارا نہ کیا کہ کوئی مسلمان سازندہ اور گویّا ہو کیونکہ مصلحین اخلاق کے مرتبہ سے یہ بھی گری ہوئی چیز ہے۔جس اسلام نے ایسی سخت قیود اور اتنے شدید ڈسپلن کے ساتھ اپنی تحریک اٹھائی تھی اور جس نے اپنی جماعت میں چھانٹ کر بلند ترین کیرکٹر کے آدمیوں کو بھرتی کیا تھا اس کی رسوائی اس سے بڑھ کر اور کیا ہوسکتی ہے کہ رنڈی اور بھڑوے اور چور اور زانی تک کے ساتھ لفظ'' مسلمان'' کا جوڑ لگ جائے۔کیا اس قدر ذلیل اور رسوا ہوجانے کے بعد بھی''اسلام''اور''مسلمان'' کی یہ وقعت باقی رہ سکتی ہے کہ سر اس کے آگے عقیدت سے جھک جائیں اور آنکھیں اس کے لئے فرش راہ بنیں؟ جو شخص بازار بازار اور گلی گلی خوار ہورہا ہو کیا کبھی اس کے لئے بھی آپ نے کسی کو ادب سے کھڑے ہوتے دیکھا ہے؟

یہ تو بہت ذلیل طبقہ کی مثال تھی ۔اس سے اونچے تعلیم یافتہ کی حالت اور بھی زیادہ افسوسناک ہے۔یہاں یہ سمجھا جاتا ہے کہ اسلام ایک نسلی قومیت کا نام ہے اور جو شخص مسلمان ماں باپ کے ہاں پیدا ہوا ہے وہ بہر حال مسلمان ہے خواہ وہ عقیدہ ومسلک اور طرز زندگی کے اعتبار سے اسلام کے ساتھ کوئی دور کی مناسبت بھی نہ رکھتا ہو۔سوسائٹی میں آپ چلیں پھریں تو آپ کو ہر جگہ عجیب وغریب قسم کے ''مسلمانوں'' سے سابقہ پیش آئے گا۔کہیں کوئی صاحب علانیہ خدا اور رسول کا مذاق اڑا رہے ہیں اور اسلام پر پھبتیاں کس رہے ہیں ،مگر ہیں پھر بھی''مسلمان''ہی ۔ ایک دوسرے صاحب خدا اور رسالت اور آخرت کے قطعی منکر ہیں اور کسی مادہ پرستانہ مسلک پر پورا ایمان رکھتے ہیں۔ مگر ان کے''مسلمان''ہونے میں کوئی فرق نہیں آتا۔ایک تیسرے صاحب سود کھاتے ہیں اور زکوٰۃ کا نام تک نہیں لیتے مگر ہیں یہ بھی''مسلمان''۔ایک اور بزرگ بیوی اور بیٹی کو میم صاحبہ یا شریمتی جی بنائے ہوئے سینما لے جارہے ہیں یا کسی رقص وسرود کی محفل میں صاحبزادی سے وایولین بجوارہے ہیں۔مگر آپ کے ساتھ بھی لفظ''مسلمان'' بدستور چپکا ہوا ہے ۔ ایک دوسرے ذات شریف نماز ،روزہ ،حج، زکوٰۃ ،تمام فرائض سے مستثنیٰ ہیں۔شراب ،زنا ،رشوت ،جوا اور ایسی سب چیزیں ان کے لئے جائز ہوچکی ہیں۔حلال اور حرام کی تمیز سے نہ صرف خالی الذہن ہیں بلکہ اپنی زندگی کے کسی معاملہ میں بھی ان کو یہ معلوم کرنے کی پروا نہیں ہوتی کہ خدا کا قانون اس بارے میں کیا کہتا ہے۔خیالات و اقوال اور اعمال میں ان کے اور ایک کافر اور مشرک کے درمیان کوئی فرق نہیں پایا جاتا مگر ان کا شمار بھی''مسلمانوں'' ہی میں ہوتا ہے ۔غرض آپ اس نام نہاد مسلم سوسائٹی کا جائزہ لیں گے تو اس میں آپ کو بھانت بھانت کا ''مسلمان'' نظر آئے گا۔مسلمان کی اتنی قسمیں ملیں گی کہ آپ شمار نہیں کرسکیں گے ۔یہ ایک چڑیا گھر ہے جس میں چیل ،کوّے ، گدھ ،بٹیر ،تیتر اور ہزاروں قسم کے جانور جمع ہیں۔اور ان میں سے ہر ایک ''چڑیا'' ہے۔''

(''مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش'' حصہ سوم صفحہ28تا31۔مکتبہ جماعت اسلامی۔ دارالاسلام پٹھانکوٹ طبع اول)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کا ایک غیر مطبوعہ تاریخی واقعہ

یہاں راقم الحروف (دوست محمد شاہد) کو ایک چشمدید تاریخی واقعہ یاد آیا۔7/ستمبر کے فیصلہ اسمبلی کے چند روز بعد حضرت سیدنا خلیفۃ المسیح الثالث حافظ مرزا ناصر احمد (نوراللہ مرقدہ) کا دفتر شعبہ تاریخ میں بیٹھے ہوئے پیغام موصول ہوا کہ فوری طور پر ملنے کے لئے آجاؤ۔ خاکسار بارگاہ میں حاضر ہوا۔حضور اقدس قدیم قصر خلافت کی دوسری منزل پر جو سیڑھیوں سے متصل تھا رونق افروز تھے۔حضور اس وقت بہت ہشاش بشاش تھے اور چہرہ مبارک انوار آسمانی سے چمک دمک رہا تھا۔ اور سامنے میز پر درثمین فارسی رکھی تھی۔حضور نے کمال شفقت وذرہ نوازی اور پیار بھرے انداز میں فرمایا مَیں صرف یہ چاہتا ہوں کہ تم درثمین فارسی سے حضرت مسیح موعودؑ کا وہ شعر سنادو جس پر مَیں نے نشان رکھا ہے۔چنانچہ خاکسار نے درثمین اٹھائی اور حضرت مسیح موعود ومہدی معہود کا درج ذیل شعر جو حضور ہی کا نشان فرمودہ تھا سنایا۔حضرت اقدس فرماتے ہیں ؎

بحمداللہ کہ خود قطع تعلق کرد ایں قومے
خدا از رحمت و احساں میسر کرد خلوت را

یعنی الحمدللہ اس قوم نے خود ہی مجھ سے قطع تعلق کر لیا ہے اور خدا نے مہربانی اور کرم سے (خدمت دین اور عبادت کے لئے۔ناقل) خلوت میسر فرمادی۔

سیدی حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے یہ شعر سنتے ہی فرمایا کہ مَیں تمہیں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ خدا کے فضل سے خلوت کا یہ مبارک زمانہ ہمیں میسر ہوچکا ہے جس پر ہم اللہ تعالیٰ کا جس قدر بھی شکر ادا کریں کم ہے۔

حضور انور سے شرف باریابی کے بعد خاکسار نے ''آئینہ کمالات اسلام صفحہ 55-57(مطبوعہ 1893ء) سے پوری نظم کا مطالعہ کیا تو یہ دیکھ کر دنگ رہ گیا کہ خدا کے موعود مسیح نے اس شعر سے قبل اغیار کا جو نقشہ تکفیر کھینچا ہے وہ 1974ء کے فسادات اور 7/ستمبر کی قرارداد پر حیرت انگیز طور پر منطبق ہوتا ہے۔چنانچہ حضرت اقدس فرماتے ہیں ؎

چو چشم حق شناس و نور عرفانت نہ بخشیدند
نہادی نام کافر لاجرم عشاق ملت را
کجا از آستان مصطفیٰ اے ابلہ بگریزم
نے یا بیم در جائے دگر ایں جاہ و دولت را

ترجمہ:چونکہ تجھے معرفت کی آنکھ اور نور عرفان نہیں دیا گیا اس لئے تو نے عاشقان اسلام کا نام کافر رکھ دیا۔اے احمق ہم درگاہ مصطفویؐ سے کہاں بھاگ کر جائیں کیونکہ ہم کسی اور جگہ یہ عزت ودولت نہیں پاسکتے۔

شمع محمد عربیؐ کے پروانے

اور زمین وآسمان گواہ ہیں کہ احمدیت کے خلاف عالمگیر باطل قوتیں اپنی دولت ،سیاست اور کثرت کے باوجود عشاق اسلام کو آستانہ محمدیت سے جدا کرنے میں بُری طرح ناکام و نامراد اور خائب وخاسر ہوچکی ہیں۔ حضرت مصلح موعودؓ کیا خوف فرماتے ہیں ؎

نہ چھیڑ دشمن ناداں نہ چھیڑ کہتا ہوں
چھلک رہا ہے مرے غم کا آج پیمانہ
چھڑائے گا بھلا کیا دل سے میرے یاد اس کی
تُو اور مجھ کو بناتا ہے اس کا دیوانہ

باقی صفحہ نمبر 12پر ملاحظہ فرمائیں